بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علمی و تحقیقی سلسلہ

’’ٹڈی‘‘ کے احکام

قرآن وسنت میں ’’ٹڈی‘‘ LOCUST کا ذکر

’’ٹڈی‘‘ سے متعلق احادیث، روایات وآثار اوران کی اسناد پر کلام

’’ٹڈی‘‘ کی سائنسی واسلامی تحقیق، اوراس کی اقسام وانواع

’’ٹڈی‘‘ کی حقیقت، حلت وافادیت

اوراس سے حفاظت ونجات کی تدابیر واسباب

’’ٹڈی‘‘ سے متعلق بعض فقہی احکام

مؤلف

مفتی محمد رضوان خان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

www.idaraghufran.org

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نام کتاب: ''ٹڈی'' کے احکام

مصنّف: مفتی محمد رضوان خان

صفحات: 91

طباعتِ اول:

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
تمہید (من جانبِ مؤلف)	5
(مقدمہ) ’’ٹڈی‘‘ کی حقیقت اور اس کی حلت وافادیت	6
قرآن وسنت میں ’’ٹڈی‘‘ کا ذکر	24
بروزِ قیامت، قبروں سے منتشر ٹڈیوں کی طرح خروج	//
یاجوج ماجوج کا ٹڈیوں کی طرح یک دم ہلاک ہونا	25
ایوب علیہ السلام پر سونے کی ٹڈیوں کی بارش	27
’’ٹڈی دَل‘‘ کا عذاب، یا رحمت ہونا	28
صحابۂ کرام کے ’’ٹڈی‘‘ کھانے کی حدیث	36
’’ٹڈی‘‘ کے حلال ہونے کی حدیث	40
’’ٹڈی‘‘ پوری کی پوری حلال وپاک ہونے کی حدیث	41
عمر بن خطاب کے ’’ٹڈی‘‘ کھانے کی خواہش کی روایت	44
’’ٹڈی‘‘ کے متعلق بعض صحابہ وتابعین کے آثار	45

www.idaraghufran.org

اللہ تعالیٰ کے حضرت مریم کو ''ٹڈی'' کھلانے کی حدیث	51
''ٹڈی'' کے، اللہ کے لشکروں میں سے اکثر ہونے کی حدیث	56
''ٹڈی'' کو مارنے کی ممانعت سے متعلق حدیث	58
''ٹڈی'' کے سمندر کا شکار ہونے کی حدیث	61
''ٹڈیوں'' کی ہلاکت سے متعلق بددعاء کی حدیث	66
امتِ محمدیہ میں سب سے پہلے ''ٹڈی'' ہلاک ہونے کی حدیث	70
ٹڈی کے ساتھ نجات نہ ہونے کی حدیث	74
ٹڈی کے پَر کے اُوپر کلمۂ توحید لکھا ہوا ہونے کی حدیث	76
''ٹڈی'' وغیرہ کی عمر، تسبیح کے ساتھ وابستہ ہونے کی حدیث	78
ٹڈی اور مچھلی کا ابراہیم علیہ السلام کی چھری سے ذبح ہونا	80
(خاتمہ) ''ٹڈی'' سے متعلق چند شرعی مسائل واحکام	83
زندہ اور مردہ ''ٹڈی'' کے حلال ہونے کا حکم	//
زندہ ''ٹڈی'' کے جسم سے الگ شدہ عضو کا حکم	87
''ٹڈی'' کو مارنے اور آگ میں جلانے کا حکم	//
''ٹڈی'' کی خرید وفروخت کا حکم	88
''ٹڈی'' کے پانی وغیرہ میں گر جانے یا مر جانے کا حکم	89
زندہ ''ٹڈی'' کو کھانے کا حکم	90
احرام کی حالت میں ''ٹڈی'' کے شکار کا حکم	//

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

(من جانبِ مؤلف)

چند دن قبل ایک مکرم وعزیزم نے اطلاع دی کہ ان کے علاقے میں وسیع پیمانے پر ٹڈی دل نے فصلوں پر حملہ کر دیا ہے، جس کی وجہ سے فصل کو غیر معمولی نقصان پہنچ گیا ہے، اور اس سے ہونے والا نقصان، کرونا کی وبا سے کہیں زیادہ ہے، کیا اس سے نجات کا کوئی عمل ہے اور کیا اس کو کھانا حلال ہے؟ اگر قرآن وسنت کی روشنی میں اس موضوع پر کچھ تفصیل جمع کر دی جائے، تو فائدہ عام اور تام ہوگا، کیونکہ اس سلسلہ میں سائنسی معلومات اور شرعی احکامات و ہدایات سے بہت سے لوگوں کو واقفیت نہیں۔

بندہ نے ان کے توجہ دلانے سے اس موضوع پر سائنسی معلومات کے ساتھ، شرعی نصوص کو جمع کیا، اور احادیث وآثار کا تتبع شروع کیا، تو مضمون توقع سے کچھ زیادہ ہوگیا، اور اس سلسلہ میں کئی احادیث و روایات سند کے اعتبار سے محلِ کلام معلوم ہوئیں، جن سے واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے بعض اہلِ علم حضرات اور عوام الناس کو مختلف غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔

بندہ نے ان روایات کا بھی اس مضمون میں ذکر کیا، اور ٹڈی کے متعلق بعض شرعی وفقہی مسائل واحکام پر بھی روشنی ڈالی، جس کو آئندہ اوراق میں نقل کیا جارہا ہے۔

بندہ کے نزدیک ''ٹڈی'' کے موضوع پر بحمد اللہ تعالیٰ وبفضلہٖ تعالیٰ یہ ایک غیر معمولی مفید مواد جمع ہوگیا ہے۔

اللہ تعالیٰ علمِ نافع اور عملِ صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ .

محمد رضوان خان 09/ذوالقعدۃ/1441ھ 01/جولائی/2020 بروز بدھ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مقدمہ)

’’ٹڈی‘‘ کی حقیقت اور اس کی حلت وافادیت

’’ٹڈی‘‘ کو عربی زبان میں ’’اَلْجَرَاد‘‘ کہا جاتا ہے اور انگریزی میں اس کا مشہور نام ’’لوکاسٹ‘‘ Locust ہے۔

’’ٹڈی‘‘ کا اطلاق، نر اور مادہ دونوں پر ہوتا ہے۔

یہ ٹڈی وہ نہیں ہے، جو گھروں میں پائی جاتی ہے، بلکہ اس سے مراد صحرائی ٹڈّی ہے، جس کو عربی زبان میں ’’جَرَادُ الصَّحْرَآء‘‘ اور انگریزی میں Shistocerca Gregaria کہا جاتا ہے، اور اجتماع و جمگھٹے کی صورت میں اس کا لشکر فصلوں پر حملہ آور ہوتا ہے اور اس کو بہت سے علاقوں میں شوق سے کھایا بھی جاتا ہے۔

شرعی اعتبار سے، ٹڈی کا کھانا حلال ہے، جس کا کئی احادیث و روایات میں ذکر آیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام و تابعینِ عظام، اور خلیفۂ راشد حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما سے خصوصیت واہمیت کے ساتھ ٹڈی کا حلال ہونا، تناول کرنا اور کھانا ثابت ہے، اور ٹڈی کے حلال جانور ہونے پر امتِ مسلمہ کے فقہائے کرام و مجتہدینِ عظام کا اجماع و اتفاق ہے۔

ٹڈی کھانے والے بعض لوگ ٹڈی کو ’’خشکی کا جھینگا‘‘ کہتے ہیں۔ [1]

---

[1] (باب) جواز (أكل الجراد) قال أهل اللغة فيما نقله الدميرى: مشتق من الجرد قالوا: والاشتقاق فى أسماء الأجناس قليل جدا وهو برى وبحرى وبعضه أصفر وبعضه أبيض وبعضه أحمر وبعضه كبير الجثة وبعضه صغيرها، وإذا أراد أن يبيض التمس لبيضه المواضع الصلدة والصخور الصلبة التى لا يعمل فيه المعول فيضربها بذنبه فتنفرج له ثم يلقى بيضه فى ذلك الصدع فيكون له كالأفحوص ويكون حاضنا له ومربيا، وللجرادة ستة أرجل يدان فى صدرها وقائمتان فى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لیکن ہمارے یہاں موجودہ زمانے میں ٹڈی کو کھانا تو در کنار، اس کے حلال ہونے کا بھی بہت سے مسلمانوں کو علم اور ’’ٹڈی‘‘ کے مسائل سے شعور و آگاہی نہیں، جبکہ بہت سے اہلِ علم حضرات کو تو ٹڈی کی شکل و صورت تک کی پہچان بھی نہیں۔

جسامت و قدامت، صورت و شکل اور رنگ و روپ کے اعتبار سے ٹڈیاں بہت سی اقسام و انواع (Species of Locust) کی ہوتی ہیں، بعض ٹڈیاں جسامت میں بڑی ہوتی ہیں، بعض چھوٹی، بعض سرخ رنگ کی ہوتی ہیں، بعض زرد رنگ کی، بعض سفید رنگ کی اور بعض کالے رنگ کی، اور بعض ٹڈیوں کے جسم پر مختلف طرح کے نقطے اور دھبے بھی نمایاں ہوتے ہیں۔

صحرائی ٹڈی کی چھ ٹانگیں ہوتی ہیں، دو سینے میں، دو درمیان میں، اور دو آخر میں۔

ایک ٹڈی کی اوسطاً لمبائی اندازاً ایک انگلی کے برابر ہوتی ہے۔

’’صحرائی ٹڈّی‘‘ عموماً تنہائی پسند ہوتی ہے، یہ انڈے سے نکل کر بالغ ٹڈی کی شکل اختیار کرتی ہے، اور پھر یہ بالغ ٹڈیوں کے ساتھ رہنا اور اڑنا شروع کرتی ہے ’’صحرائی ٹڈیاں‘‘ جب ایک بڑے ہجوم کی صورت اختیار کر لیتی ہیں اور سبز خوراک والا علاقہ کم پڑنے لگتا ہے، تو پھر یہ تنہا رہنے والی مخلوق نہیں رہتیں اور بڑے بڑے گروہوں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں، جو ایک وبا کی مانند غارت گری کرنے والے جھنڈوں کی طرح پرواز کرتی ہیں۔

تنہا ’’ٹڈی‘‘ جو اِکا دُکا، فصل اور کھیت میں موجود ہوتی ہے، وہ قابلِ ذکر ضَرر رساں نہیں ہوتی، لیکن اجتماع یعنی جُھنڈ کی شکل میں فصل اور کھیت وغیرہ کے لیے سخت نقصان دہ ہوتی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وسطها ورجلان فی مؤخرها وطرفا رجليها منشاران، قال: وفی الجراد خلقة عشرة من جبابرة الحيوان وجه فرس وعينا فيل وعنق ثور وقرنا أيل، وصدر أسد وبطن عقرب وجناحا نسر وفخذا جملا ورجلا نعامة وذنب حية، وليس فی الحيوان أكثر إفسادا لما يقتاته الإنسان من الجراد(ارشاد الساری لشرح صحيح البخاری للعسقلانی، ج۸ص ۲۷۱، كتاب الذبائح والصيد، باب أكل الجراد)

www.idaraghufran.org

جو ٹڈی کے جُھنڈ، اجتماعی طور پر لشکر کی صورت میں اُڑتے ہیں، تاکہ دوسرے علاقے میں پہنچ کر خوراک تلاش کرسکیں، ان کا یہی لشکر ’’ٹڈی دَل‘‘ کہلاتا ہے۔

ٹڈی دَل بڑی منفرد حیثیت رکھتے ہیں، یہ انتہائی منظّم ہوتے ہیں، تربیت یافتہ فوج کی طرح فصلوں، کھیتوں پر حملہ آور ہوتے ہیں، متحد ہوکر لہلہاتے کھیتوں کا رُخ کرتے ہیں، اور فصل تباہ کرکے آگے گزر جاتے ہیں، ٹڈی دَل کی فوج جس کھیت اور فصل پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کرتی ہے، تو اس پر منظّم ہوکر ایک طرف سے داخل ہوتی ہے اور دوسرے سرے تک پہنچتے پہنچتے کھیت اور فصل چٹ کرجاتی ہے، ٹڈی دَل کی فوج اس وقت تک حملہ آور رہتی ہے، جب تک اس کھیت اور فصل کا صفایا نہ کردے، اور جب اسے مکمل یقین ہوجاتا ہے کہ اس کھیت میں اب اس کی دلچسپی کے لئے کچھ باقی نہیں بچا، تو پھر یہ اگلے کھیت کا رُخ کرتی ہے اور اسے بھی اپنا شکار بنا ڈالتی ہے۔ فصلوں کو نقصان پہنچانے والے حشرات میں یہ تیز ترین قسم ہے، جس کا پیٹ بھرنے میں ہی نہیں آتا۔

’’صحرائی ٹڈی‘‘ اپنے وزن کے مقابلے میں، کہیں زیادہ وزنی جانوروں کی بہ نسبت آٹھ گنا تیز رفتار سے چارہ کھاسکتی ہے۔

’’صحرائی ٹڈی‘‘ یا ’’ٹڈی دَل‘‘ دانے دار ہری بھری فصلوں، گندم، مکئی، باجرہ، چاول، چنا، دالوں، سبزیوں، سبز اور پھل وغیر پھل دار درختوں کے پتوں اور جانوروں کے چارے، بطورِ خاص سبز گھاس اور پودوں، کا سخت شوقین ہوتا ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات جانوروں کا بھی صفایا کردیتا ہے۔

ٹڈیاں شام کو سورج غرب ہونے کے بعد پڑاؤ ڈالتی ہیں اور صبح سویرے سفر شروع کرتی ہیں، جُھنڈ کی حالت میں ’’ٹڈی‘‘ دن کے وقت متحرک ہوتی ہے۔

’’ٹڈی‘‘ دراصل اڑنے والے کیڑوں میں سب سے تیز رفتار جانور ہے، یہ روزانہ 100 سے 200 کلومیٹر تک کا سفر کرسکتی ہے اور ہوا کے رخ کے ساتھ اڑان بھرتی ہے، اگر ہوا کی

رفتار تیز ہو، تو اس کی رفتار مزید بڑھ جاتی ہے، یہ ایک طویل وقت تک سفر کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، اگر موسم اور ہوا موافق ہو، تو ٹڈی 3000 کلومیٹر تک کا سفر کرسکتی ہے۔

''ٹڈی'' کی پرواز، سطحِ سمندر سے 200 میٹر کی بلندی تک ہوسکتی ہے، یہ خشکی اور سمندر دونوں راستوں سے گزر سکتی ہے۔

''ٹڈی دَل'' دن کو سفر اور رات کو آرام کرتا ہے، پھر بھی براستہ سمندر یہ 10 دن تک سفر کرسکتا ہے، براستہ سمند سفر کرنے کی صورت میں بوقتِ ضرورت یہ پانی پر اترتا ہے، جب پہلا جھنڈ پانی پر اُترتا ہے، تو وہ ڈوب کر مرجاتا ہے اور ان کے مُردہ جسم سمندر میں تیرنے لگتے ہیں اور بعد میں اترنے والی، ٹڈیاں ان مُردہ ٹڈیوں کے جسم پر بیٹھ جاتی ہیں۔

آسمان پر ٹڈی دَل کا پھیلاؤ، ایک مربع کلومیٹر سے لے کر کئی مربع کلومیٹر تک پھیلا ہوتا ہے، ٹڈی دَل کا ایک مربع جھنڈ تیس (30) سے اسی (80) ملین ٹڈیوں، یعنی کروڑوں کی تعداد پر محیط ہوسکتا ہے۔

کسی وقت میں ٹڈی کے جھنڈ میں دس ارب سے زیادہ ٹڈیاں شامل ہوسکتی ہیں اور یہ سینکڑوں کلومیٹر رقبے پر پھیلے ہوئے ہوسکتی ہیں۔

صحرائی ٹڈیاں مغربی افریقہ سے لے کر انڈیا تک محیط تیس ممالک میں پھیلے خشک آب و ہوا والے خطے میں رہتی ہیں، جو تقریباً ایک کروڑ ساٹھ لاکھ مربع کلومیٹر کا رقبہ بنتا ہے۔

''ٹڈی'' کی افزائشِ نسل اور خوراک کے لحاظ سے نمی والا ماحول، یعنی مون سون Monsoon، زیادہ سازگار ہوتا ہے، کیونکہ ''ٹڈی'' نمی والی اور ریتیلی زمین میں انڈے دیتی ہے۔

مادہ ٹڈی پانچ سے سات دن کے وقفے میں ایک سے پانچ پوڈز دے سکتی ہے، ہر ایک پوڈ میں تیس سے پچاس تک انڈے ہوتے ہیں۔

ٹڈی جب انڈے دینے کا ارادہ کرتی ہے، تو زمین پر دُم سے اپنے انڈے کے بقدر چار انچ

تک گہرا سوراخ کرتی ہے، جس میں وہ انڈا دیتی ہے، وہیں زمین کی گرمی سے دو ہفتوں کے اندر انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں۔

ایک ٹڈی کئی ماہ، بلکہ چار، پانچ ماہ تک بھی زندہ رہ سکتی ہے۔

سائنس کی مخصوص زبان میں، بلوغت سے پہلے ’’ٹڈی‘‘ کی زندگی کے مراحل، یعنی لائف سائیکل Life Cycle کو انکمپلیٹ میٹامورفوسس Incomplete Metamorphosis یعنی نامکمل تغیرات کہا جاتا ہے، جن میں انڈا Egg اور نشو ونما کے ابتدائی مراحل Nymph اور بالغ Adult ہونے تک کے تمام مراحل شامل ہیں۔

ٹڈی کے ابتدائی چار مراحل کو سائنسی زبان میں ’’مولٹنگ سٹیج‘‘ Moulting Stages کہا جاتا ہے۔

پانچویں مرحلہ کو ’فلیڈ نگ‘ Fledging یعنی پَر لگنے کا مرحلہ کہا جاتا ہے۔

پانچویں مرحلہ کے بعد بھی ٹڈی اڑ نہیں سکتی، اس دوران وہ مزید چند دنوں تک کھاتی اور اپنے جسم کو مضبوط کرتی ہے، اسی دوران اس کے پر نکلتے ہیں اور اس مرحلہ پر ٹڈی ’’کامل بالغ‘‘ یعنی Sexually Mature ہو جاتی ہے۔

’’ٹڈی دَل‘‘ اگر دن کے وقت کسی علاقے میں آ رہا ہو، یا کسی جگہ ڈیرے ڈال لے، تو اسے فصل سے دور رکھنے اور بھگانے کے لیے بہت زیادہ شور پیدا کرنا مفید ہوتا ہے، اسی وجہ سے ٹڈی دَل کو بھگانے کے لیے ڈَرم، ڈھول، ٹین وغیرہ کا بجانا کافی موثر ثابت ہوتا ہے۔

فصل کے قریب دھواں چھوڑنے سے بھی ٹڈی دل کے بھاگنے میں مدد ملتی ہے۔

تاہم یہ عارضی حل ہے، کیونکہ ’’ٹڈی دَل‘‘ ایک جگہ سے اُڑ کر دوسرے کھیت میں ڈیرے ڈال لیتا ہے، اور وہاں فصل اور کھیت کو نقصان پہنچانا شروع کر دیتا ہے۔

ٹڈی کو انسانی وحیوانی غذاء کے ساتھ ساتھ کارآمد بنا کر کھاد کے طور پر کھیتی کی افزائش کے لیے استعمال کرنا بھی بہت مفید ہے۔

نیز ٹڈیوں کو تھوڑی سے محنت کر کے، مرغیوں، بطخوں، مچھلیوں اور گائے، بھینس وغیرہ جیسے جانوروں کی خوراک اور فیڈز کے طور پر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

اس کے علاوہ کسان دوست اور ماحول دوست پرندے، مثلاً جنگلی کبوتر، تیتر، تلور، یا تلیئر، چکوترہ، جنگلی مور اور طوطے وغیرہ جیسے جانور، ٹڈی کو شوق سے کھا سکتے ہیں، خاص طور پر تلور، یا تلیئر، ٹڈی دل کو مارنے کے لئے بہت تیز قدرتی پرندہ ہے، جسے ٹڈی دل کا دشمن سمجھا جاتا ہے، یہ نیچی پرواز کرتا ہے، اور ایک گھنٹے میں 280 ٹڈی دل مار کر کھا جاتا ہے، لیکن ہمارے یہاں اس پرندہ کو پکڑ کر فروخت کر دیا، اور کھا لیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے ہمارے یہاں اس کی تعداد بہت کم باقی رہ گئی ہے۔

دوسرے کسان اور ماحول دوست پرندوں کا بھی ہمارے یہاں یہی حال ہے۔

پرندوں کا بے رحم اور وحشیانہ شکار کر کے، درختوں کو کاٹ کر، معصوم پرندوں کے گھونسلے برباد کر کے، جدید طرزِ تعمیر میں کسی گھونسلے کا امکان نہ چھوڑ کر، جب پرندوں کا قتلِ عام کیا جائے گا، تو پھر ٹڈی دل ہی حملہ آور ہوں گے۔

ٹڈی کو ایشیا، شمالی افریقہ، سوڈان، ایتھوپیا، اریٹیریا اور مصر سمیت، بعض عرب ممالک میں بہت شوق کے ساتھ کھایا جاتا ہے، اور اس مقصد کے لیے مہنگے داموں میں خریدنے کو بھی گوارا کیا جاتا ہے۔

بعض علاقوں میں کھانے کے لیے، زندہ ٹڈیاں خریدی جاتی ہیں، اور یہ بعض ممالک کے لوگوں کی پسندیدہ غذا شمار ہوتی ہے، وہاں کے علاقوں میں ٹڈیوں کے موسم میں طلب ورسد کے اعتبار سے ’’ٹڈیوں‘‘ کی قیمتوں میں بڑی تیزی کے ساتھ اتار چڑھاؤ، پیدا ہوتا ہے۔

جس علاقے میں ٹڈی دَل موجود ہو، تاجر وہاں جا کر آدھی رات کے وقت انہیں پکڑتے ہیں، کیونکہ اس وقت وہ درختوں کے پتوں، یا زمین سے چپک جاتی ہے، اور اس میں اڑنے کی صلاحیت نہیں ہوتی، جبکہ دن کے اوقات میں ٹڈیوں کو پکڑنا مشکل ہوتا ہے۔

www.idaraghufran.org

ٹڈی کو ’’دُستلی‘‘ جس کو پاٹ، یا پٹوا، اور پٹ سن بھی کہا جاتا ہے، اور انگریزی زبان میں اس کو ’’Jute‘‘ کہا جاتا ہے، اس کی بوریوں میں قید کیا جاتا ہے، کیونکہ ٹڈی کے لیے پٹ سن کو کھانا ممکن نہیں ہوتا۔

ٹڈیوں کو پکانے کا ایک عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ٹڈیوں کو پانی میں ابالنے کے بعد، دیسی گھی، یا زیتون، یا پھر سرسوں کے قدرتی تیل میں فرائی کیا جائے اور پھر اپنی پسند کے مصالحے ڈال کر کھایا جائے، اس طرح کرنے سے ٹڈی کے مضر اجزاء یا سائیڈ افیکٹز (Side Effects) یعنی خشکی کے غلبہ وغیرہ کی اصلاح ہوجاتی ہے۔

بعض علاقوں میں ٹڈیوں کو خشک کر کے پکایا جاتا ہے، ٹڈیوں کو دھو کر، دھوپ میں سکھا کر صاف کیا جاتا ہے، پھر دھیمی آنچ پر بھونا جاتا ہے۔

بعض علاقوں میں ٹڈیوں کو پکانے سے پہلے اس کے پر، ٹانگیں اور دھڑ کا پچھلا حصہ علیٰحدہ کر کے دھوپ میں سکھایا جاتا ہے۔

بعض علاقوں میں ٹڈیوں کو چاولوں کے ساتھ پکا کر کھایا جاتا ہے، جبکہ بعض علاقوں میں ٹڈیوں کو برگر اور سینڈوچ میں ڈال کر کھایا جاتا ہے۔

ٹڈی کی کڑھائی، فرائی اور بریانی وغیرہ جیسی ڈشیں بھی تیار کی جاتی ہیں۔

طبی ماہرین نے ٹڈی کے گوشت کو انسانی صحت کے لیے بہترین خوراک قرار دیا ہے، ان کی رائے کے مطابق جسم کو حرارت فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ بہت زیادہ فائدہ مند بھی ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ جتنی طاقت سمندری جھینگوں (Prawns) میں ہوتی ہے، اتنی ہی طاقت ٹڈی میں بھی ہوتی ہے، اسی لیے بعض لوگ ’’ٹڈی‘‘ کو خشکی کا ’’جھینگا‘‘ بھی کہتے ہیں۔

لیکن اس وقت ہمارے زیرِ بحث وہ ’’ٹڈی‘‘ ہے، جو خشکی اور صحراء میں پائی جاتی ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ ’’صحرائی ٹڈی‘‘ پروٹین سے بھرپور ہوتی ہے۔

میڈیکل سائنس کی رو سے ’’ٹڈی‘‘ میں درجِ ذیل اجزاء پائے جاتے ہیں۔

(1)......’’ٹڈی‘‘ میں 62 فیصد اجزائے لحمیہ، یعنی پروٹین Proteins،
یا’’نائٹروجینس‘‘ Nitrogenous پائے جاتے ہیں۔

(2)......’’ٹڈی‘‘ میں 17 فیصد اجزائے شحمیہ، یعنی چکنائی والے اجزاء، فیٹس Fats پائے جاتے ہیں۔

(3)......’’ٹڈی‘‘ میں 21 فیصد معدنی اجزاء، یعنی کیلشیم Calcium میگنیشیم Magnesium فولاد، یعنی آئرن Iron، پوٹاشیم Potassium سوڈیم sodium اور فاسفورس Phosphorus پائے جاتے ہیں۔

’’ٹڈی‘‘ میں پائے جانے والے مذکورہ اجزاء کے چند اوصاف وخصوصیات اور فوائد و منافع کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

پروٹین Proteins:......دراصل مالیکیولز کا مجموعہ ہے، یہ جسم میں ایندھن کا کام دیتی ہے اور جسم کو طاقت وحرارت پہنچا کر قوت دیتی ہے، پروٹین انسانی جسم کی بڑھوتری کے لیے بنیادی کردار ادا کرتی ہے، جسم کے عضلات بڑھانے کے لیے پروٹین کا کردار مرکزی شمار کیا جاتا ہے۔

پروٹین کا اصل فعل، جسم میں واقع ہونے والے تمام کیمیائی عوامل میں کام کرنا، جسم کے خلیوں کی بڑھوتری، ڈی، این، اے، کا بنانا، اور خلیات کی مرمت کرنا ہے، پروٹین کی وجہ سے جسم میں آکسیجن کے جذب ہونے کی رفتار باقاعدہ رہتی ہے، اس کی غیر موجوگی میں خون کے سرخ ذرات کی تعداد کم ہوجاتی ہے، پروٹین کی کمی سے دبلا پن، بال گرنا، جسمانی کمزوری، یاد داشت کی کمی، سوکھے کا مرض، جسمانی تھکن اور توڑ پھوڑ کے عوارض ہیں، غرضیکہ پروٹین کی کمی سے پورا جسم متاثر ہوتا ہے۔

چکنائی یا فیٹ Fats:......یہ انسانی غذا کا ایک اہم جزو ہے، قدرتی چکنائی، جو حیوانات،

یا نباتات سے حاصل ہوتی ہے، اور مصنوعی کیمیکل سے محفوظ ہوتی ہے، وہ جسم میں حرارت پیدا کرتی اور جسم کو موٹا کرتی ہے، عیش پسند اور آرام طلب آدمی کی بنسبت محنتی اور جفاکش انسان کے لئے قدرتی چکنائی کی زیادہ مقدار میں ضرورت ہوتی ہے۔

آج کل کے بازاری کوکنگ آئل، مصنوعی ہونے کے ساتھ، مختلف مضرِ صحت اجزاء پر مشتمل ہوتے ہیں، اور مختلف مہلک بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔

کیلشیم Calcium:...... اس کی کمی سے جو علامات ظاہر ہوتی ہیں، ان میں عضلات یعنی پٹھوں کا درد، بے چینی، بائیٹ، یعنی کڑل کا پڑنا، نیند کا نہ آنا، نسیان، سانس میں تنگی، اعصابی دباؤ، وقتی طور پر سردی کا احساس، اکثر وقت غنودگی کا رہنا، غیر معمولی کمزوری، سینے کی جلن، دماغی دورے، وغیرہ کی شکایت پیدا ہونا شامل ہے۔

کیلشیم کی کمی سے جو عوارض لاحق ہوتے ہیں، ان میں بھوک نہ لگنا (Nnorexia) ہڈیوں کا کمزور ہونا (Osteoqorosis) بلڈ پریشر کا زیادہ ہونا، چھاتی اور آنتوں کا کینسر اور عضلات کی کمزوری کا ہونا ہے۔

میگنیشیم Magnesium:...... یہ انسانی جسم کے عضلات، پٹھوں، ہڈیوں، دماغ، ریڑھ کی ہڈی اور دانت کا لازمی جزو ہے۔

میگنیشیم انسانی جسم میں جذبات کی کمی، اعضاء کی کمزوری، بے چینی، غنودگی اور گھبراہٹ میں اعصابی اور عضلاتی نظام کو قابو میں رکھنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔

میگنیشیم کو اعصاب کے نظام کا بادشاہ اور دل کے امراض کا بہترین علاج شمار کیا جاتا ہے، اس کی کمی، اعصاب کے نظام کو بری طرح متاثر کرتی ہے۔

میگنیشیم کی کمی سے نسیان، یعنی بھولنے کی بیماری، خود کلامی، یعنی اپنے آپ سے باتیں کرنا، بچوں میں سر درد کا عارضہ، جس میں سر کو گرم رکھنے سے وقتی طور پر آرام آجاتا ہے، نظر کی کمزوری، آنکھوں کے سامنے کالے دھبے نظر آنا، جلد پر سرخ رنگ کے دھبے پڑنا، جو دبانے

www.idaraghufran.org

پر غائب ہوجاتے ہیں، اعصابی جذبات کا بڑھاؤ، منہ سے جھاگ اور لعاب وغیرہ کا نکلنا، ایک طرف گرنے کا رجحان، جسم میں دردوں کا پیدا ہونا، فالج اور تشنج یعنی اعصاب میں کھچاؤ اور تناؤ کے عارضہ کا پیدا ہونا، آدھے سر کا درد، اور خودکشی کا رجحان، جیسے عوارض میگنیشیم کی کمی سے لاحق ہوتے ہیں۔

جن لوگوں کو دستوں کا عارضہ ہو، یا جو افراد پیشاب آور ادویات کا بکثرت استعمال کرتے ہوں، یا ایسے افراد جن کو پیشاب کثرت سے آتا ہو، یا جو لوگ ایسے بازاری آٹے کا کثرت سے استعمال کرتے ہوں، جس سے چوکر، یعنی چھان کو نکال لیا گیا ہو، یا بھاری پانی کا بکثرت استعمال کرنے والے افراد، یا ایسے مریض، جن کا علاج بذریعہ سرجری کیا جاتا ہے، یا شراب کا بکثرت استعمال کرنے والے افراد اور ذیابیطس اور بلڈ پریشر کے مریض، یہ لوگ اکثر میگنیشیم کی کمی کا شکار ہوجاتے ہیں۔

فولاد Iron:...... جب کسی شخص میں فولاد یعنی آئرن ''Iron'' کی کمی ہوجاتی ہے، تو خون، ضرورت کے مطابق عضلات کو آکسیجن مہیا نہیں کرتا، جس کی وجہ سے عضلات اپنا کام پورا نہیں کرسکتے، فولاد کی کمی کا مریض تھکاوٹ کی شکایت کرتا ہے، ایسے مریض کو ضرورت سے زیادہ سردی محسوس ہوتی ہے اور ساتھ ہی بیماری حملہ آور ہونے لگتی ہے، زیادہ ورزش اور جسمانی محنت کرنے والے افراد کو عام طور پر فولاد کی کمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جبکہ خواتین بھی عموماً فولاد کی کمی کا شکار رہتی ہیں، اس بیماری کو قلتُ الدَّم (Anemia) بھی کہا جاتا ہے۔

فولاد یا آئرن کا ابتدائی کردار انسانی جسم میں آکسیجن کو دوسرے خلیوں تک پہنچانا ہوتا ہے، تاکہ خلیوں میں خوراک، توانائی کی شکل اختیار کرلے، فولاد کا انسانی خون میں پروٹین ہیموگلوبن (Protein Hemoglobin) کے حصہ کے طور پر موجود ہونا، آکسیجن کی مقدار کو زیادہ کرتا ہے، سرخ خلیوں میں ہیموگلوبن کی موجودگی، آکسیجن کے جذب ہونے کا سبب بنتی ہے۔

پوٹاشیم Potassium:...... جسم میں پوٹاشیم (Potassium) کے پائے جانے کی وجہ سے پٹھوں اور اعصاب کا نظام درست رہتا ہے، بلڈ پریشر زیادہ نہیں ہوتا، بلکہ کم رہتا ہے،خلیوں میں مائع کا توازن برقرار رہتا ہے۔

پوٹاشیم کی کمی ہونے سے پٹھوں کی کمزوری، دماغی کمزوری، وقتی قولنج وغیرہ کی شکایت ہوتی ہے۔ جو لوگ آنتوں کی بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں، یا جن افراد کو متوازن غذا میسر نہیں آتی، یا جو لوگ کثرت سے شراب نوشی کرتے ہیں، یا پیشاب آور ادویات کا زیادہ استعمال کرتے ہیں، یا وہ بچے جو دستوں کا شکار رہتے ہیں، ان میں پوٹاشیم کی کمی ہوجاتی ہے۔

سوڈیم Sodium:...... یہ جسم میں تیزابیت کے توازن کو منظّم کرتا ہے، حیاتیات میں آسمٹک دباؤ کے قیام میں بھی معاون ہے اور جسم کا پانی برقرار رکھنے میں مدد کرتا ہے۔

فاسفورس Phosphorus:...... صحت مند انسانی جسم میں فاسفورس کی جو مقدار موجود ہوتی ہے، وہ کل جسم کا ایک فیصد حصہ ہے، خون میں 480 ملی گرام فی لیٹر فاسفورس پایا جاتا ہے، اور جسم میں موجود اس مقدار کا 85 فیصد حصہ ہڈیوں میں پایا جاتا ہے، فاسفورس دراصل کیلشیم کے ساتھ مل کر جسم میں ہڈی بنانے والا میٹریل تیار کرتا ہے، جن کیمیائی مرکبات کے ذریعے جسم میں خلیوں کو توانائی حاصل ہوتی ہے، فاسفورس ان مرکبات کا ایک لازمی حصہ ہے، فاسفورس رائبو نیوکلیک ایسڈ (r.n.a) اور ڈی آکسی رائبو نیوکلیک ایسڈ (d.n.a) کی بناوٹ کا حصہ ہے۔

جسم کی صحت وتوانائی کے لیے درکار مذکورہ تمام اجزاء ’’ٹڈی‘‘ کے اندر پائے جاتے ہیں۔

اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو نے بھی ’’ٹڈی‘‘ کو صحت کے لیے مفید پروٹین سے بھرپور خوراک قرار دیا ہے۔

بعض ماہرین کے مطابق ’’ٹڈی‘‘ کھانے سے مختلف موسمی اور وبائی بیماریاں ختم ہوجاتی ہیں، کیونکہ ’’ٹڈی‘‘ مختلف قسم کی تازہ اور ہری بھری موسمی فصلوں، اور سرسبز پتوں، پھولوں اور جڑی

بوٹیوں وغیرہ سے غذا حاصل کرتی ہے، اس لئے اس کے کھانے سے جسم کو حسبِ موسم، غیر معمولی غذائیت ملتی ہے، قوتِ مدافعت میں اضافہ ہوتا ہے۔

جڑی بوٹیوں سے علاج معالجہ کرنے والے عرب کے بعض اطباء کا کہنا ہے کہ ٹڈیاں کھانے سے جوڑوں کا درد ختم ہوجاتا ہے، کمر کے درد کے علاج میں بھی مؤثر ہے، جن بچوں میں نشوونما کمزور ہوتی ہے، ان کے لیے ''ٹڈی'' نہایت مفید غذا اور دوا ہے۔

خواتین کے ساتھ ساتھ سانس کے مرض میں مبتلا افراد کے لیے بھی بہت مفید ہے۔

مذکورہ مقاصد کے لیے ''ٹڈی'' بہت سستی اور اچھی دوا اور غذاء کا کام دے سکتی ہے، جبکہ اس کو معتدل طریقہ پر اپنے مزاج کو ملحوظ رکھ کر کھایا جائے، اور بے اعتدالی سے بچا جائے۔

ذائقہ کے اعتبار سے بھی ''ٹڈی'' کا گوشت بہت لذیذ ہوتا ہے۔

جن علاقوں میں شوق کے ساتھ ٹڈی کو کھایا اور کھلایا، یا دوسرے مفید اغراض ومقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، یقیناً ان علاقوں میں ٹڈی دل کے ذریعہ سے فصلوں کو پہنچنے والے نقصان میں بھی کمی واقع ہوتی ہے، کیونکہ کھانے اور دوسرے مفید اغراض ومقاصد کے لیے جتنی ٹڈیوں کا شکار کیا جاتا ہے، ٹڈیوں کی اتنی مقدار میں فصلوں کو نقصان پہنچنے سے حفاظت رہتی ہے۔

اسی کے ساتھ مختلف قسم کے معاشی اور طبی فوائد بھی حاصل کیے جاتے ہیں۔

بعض اوقات ٹڈیوں کے خاتمے کے لئے، ان کے اوپر مختلف قسم کی زہریلی ادویات اور زہریلا اسپرے ڈالا جاتا ہے، جس کی وجہ سے ''ٹڈیوں'' میں اس زہریلی دوا، اور زہریلے اسپرے کے اثرات منتقل ہوجاتے ہیں، ایسی ٹڈیوں کو کھانے سے جسمانی ضرر لاحق ہوسکتا ہے، اس لیے ان کو کھانے میں احتیاط کرنی چاہیئے۔

نیز زہریلے اسپرے، انسانوں، جانوروں اور یہاں تک کہ انسان وکسان دوست پرندوں کو بھی بری طرح نقصان پہنچاتے ہیں۔

تاہم راجح یہی ہے کہ اگر ٹڈی کے اندر اس قسم کا خارجی مضر اور زہریلا اثر شامل نہ ہو، تو وہ اپنی تمام اقسام وانواع کے ساتھ فی نفسہٖ حلال، جائز اور انتہائی مفید ومقوی غذا ہے۔

اور بعض حضرات نے ٹڈی کی جو بعض اقسام کو ناجائز کہہ دیا ہے، جمہور کے نزدیک یہ قول راجح نہیں، معتبر احادیث وروایات میں بھی ٹڈی کو کسی خاص قسم کا استثناء کیے بغیر مطلقاً حلال قرار دیا گیا ہے، اور کئی اہلِ علم حضرات نے ٹڈی کے حلال ہونے پر امت کا اجماع ہونے کی صراحت کی ہے۔ [1]

---

[1] والقول الراجح المعول عليه أن الجراد من صيد البر فيجب الجزاء على المحرم فى قتله وهو قول عامة العلماء من الصحابة والتابعين وغيرهم إلا أبا سعيد الخدرى وعروة بن الزبير، واختلفت الرواية فى ذلك عن كعب، وأما حديث أبى هريرة وأنس فضعيف بالاتفاق لا يصلح للاحتجاج كما سيأتى، وأيضا تدفعه المشاهدة والحس لاستقراره فى البر وإرزازه فى الأرض وتقوته بما يخرجه الأرض من نباتها وثمراتها. قال النووى :ودعوى أنها بحرى لا تقبل بغير دليل وقد دلت الأحاديث الصحيحة والإجماع على أنه مأكول فيجب جزاء ه كغيره والله أعلم -انتهى .
والظاهر أنه إنما عده من صيد البحر لأنه يشبه صيد البحر من حيث أنه يحل ميتته ولا يفتقر إلى التذكية يعنى أنه جعله من صيد البحر لمشاركته صيد البحر فى حكم الأكل منه من غير تذكية على ما ورد به الحديث (أحلت لنا ميتتان) إلخ .وقيل :إن الجراد على نوعين بحرى وبرى فيعمل فى كل منهما بحكمه، ثم إنهم اختلفوا فى أصله على أقوال، فقيل :أنه نثرة حوت كما تقدم، وقيل :متولد من روث السمك حكاه العينى، وقيل :أنه يتولد من الحيتان فيطرحها البحر إلى الساحل، وقيل :أول خلقه من نثرة الحوت كما سبق، وقال الباجى :روى عن سعيد بن المسيب أن الله تعالى خلق الجراد مما بقى من طينة آدم، ورواه عبد الرزاق (ج :4ص 531) عن معمر عن الزهرى عن ابن المسيب قال :لم يخلق الله بعد آدم شيئا إلا الجراد بقى من طينته شىء فخلق منها الجراد، وهذا أيضا لا يعرف إلا بخير نبى، ولا نعلم فى ذلك خبرا يثبت فلا يصح التعلق بشىء من ذلك -انتهى .وقال الحافظ :اختلف فى أصله فقيل :أنه نثرة حوت فلذلك كان أكله بغير ذكاة، وهذا ورد فى حديث ضعيف أخرجه ابن ماجة عن أنس رفعه)(إن الجراد نثرة حوت من البحر ومن حديث أبى هريرة)(خرجنا مع رسول الله - صلى الله عليه وسلم -فى حج أو عمرة فاستقبلنا رجل من جراد فجعلنا نضرب بنعالنا وأسواطنا فقال :كلوه فإنه من صيد البحر أخرجه أبو داود والترمذى وابن ماجة وسنده

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

''ٹڈی'' کا مزاج چونکہ گرم اور خشک ہے، خاص طور پر، جبکہ اس کے پاؤں اور پروں کو شامل کیا جائے، اس لیے زیادہ مقدار میں کھانے کی صورت میں تر اور سرد چیز، مثلاً کیلے وغیرہ کو اس کے مصلح کے طور پر استعمال کرکے، اس کا توڑ کرنا چاہیے، تاکہ خشکی کے غلبہ کی وجہ سے یہ آنتوں میں نہ پھنس جائے۔

اور پیچھے گذر چکا ہے کہ بعض لوگ ''ٹڈی'' کو خشکی کا ''جھینگا'' بھی کہتے ہیں، ان کے نزدیک ''سمندری جھینگا'' ہی دراصل ''بحری ٹڈی'' کہلاتی ہے۔

علامہ دمیری نے بھی ''حیاۃُ الحیوان'' میں ''ٹڈی'' کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں، ایک ''بری''

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ضعیف، إلی آخر ما نقلنا من کلامه قبل ذلک .هذا والحدیث یدل أیضا علی جواز أکل الجراد مطلقا وقد حکی غیر واحد من أهل العلم الإجماع علی إباحة أکله، لکن فصل ابن العربی فی شرح الترمذی بین جراد الحجاز وجراد الأندلس، فقال فی جراد الأندلس :لا یؤکل لأنه محض، وهذا إن ثبت أنه یضر أکله بأن یکون فیه سمیة تخصه دون غیره من الجراد البلاد تعین استثناؤه، کذا فی الفتح .قال الدمیری :أجمع المسلمون علی إباحة أکله(مرعاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، ج۹، ص۴۱۴و۴۱۵، باب المحرم یجتنب الصید)

الجراد وشبهه الجندب (نوع من الجراد تسمیه العامة القبوط) خص من هذه الجملة بالحدیث السابق :أحلت لنا میتتان والمیتتان :السمک والجراد(الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ، ج۴، ص۲۷۹۳، القسم الأول :العبادات، الباب التاسع، الفصل الأول)

الجندب أو القفازة (بالإنجلیزیة :Grasshopper) حشرة من رتبیة حاملات الأزامیل (Caelifera) تستطیع القفز لمسافة تبلغ أضعاف طول جسمها لذلک تدعی بالقفازة.یشبه الجندب الجرادة. کن یختلف عنها من حیث:

زبانتان طویلتان أمام الرأس.

جسم عریض.

أجنحة تفوق البطن بکثیر.

الأرجل الخلفیة متوفرة علی سیقان طویلة جدا وذات فخذ ضخم یجعلها قادرة علی القفز لمسافة تفوق عشرات المرات طول جسمها.

لها عضو إباضة طویل فی مؤخرة بطنها.

هی حیوان عاشب و لاحم فی نفس الوقت(wikipedia.org/wiki/جندب.)

یعنی ''خشکی کی ٹڈی'' دوسرے ''بحری'' یعنی ''سمندری ٹڈی''۔ ؎۱

اور علامہ دمیری نے ''حیاۃ الحیوان'' میں ''بحری ٹڈی'' کی جو علامات ذکر فرمائی ہیں، جن میں دس کے قریب ٹانگوں کا ہونا بھی ہے، یہ علامات، کافی حد تک سمندری جھینگے ''Prawn'' پر صادق آتی ہیں۔ ؎۲

بعض دیگر اصحابِ علم سے بھی ٹڈی کی دو قسموں، یعنی بری اور بحری کی تقسیم منقول ہے۔ ؎۳

علاوہ ازیں بعض احادیث وروایات میں ''ٹڈی'' کو ''سمندری شکار'' قرار دیا گیا ہے۔

اگرچہ اُن احادیث وروایات کی اسناد پر کلام ہے، لیکن اگر ان میں سے بعض کی سند کو معتبر مانا جائے، تو محققین کی ایک جماعت نے اس ''ٹڈی'' کو ''بحری ٹڈی'' پر محمول فرمایا ہے، اور

۱؎ الجراد :معروف الواحدة جرادة الذكر والأنثى فيه سواء .يقال :هذا جرادة ذكر وهذه جرادة أنثى كنملة وحمامة .قال أهل اللغة :وهو مشتق من الجرد .قال :والاشتقاق فى أسماء الأجناس قليل جداً .يقال ثوب جرد أى أملس .وثوب جرد إذا ذهب زئيره .وهو برى وبحرى(حياة الحيوان الكبرى،للدميرى، ج ۱، ص ۱۸۰، باب الجيم)

۲؎ الجراد البحرى :قال الشريف :هو حيوان له رأس مربع، وله مما يلى رأسه صدف خزفى، ونصفه الثانى لا خزف عليه، وله فى كلا الجانبين عشرة أيد طوال شبيهة بأيدى العناكب، إلا أنها كبار جداً منها ما هو قدر الرغيف، ومنها ما هو دون ذلك .وهو كثير بساحل البحر ببلاد الغرب، ويأكلونه كثيراً مشوياً ومطبوخاً .وله قرنان دقيقان أحمران، وعينان بارزتان متدليتان من رأسه، وهذا الجراد حار يابس وأجود ما يؤكل منه مشوياً فى الفرن وهو داخل فى عموم أنواع الصدف وخاصية لحمه النفع من الجذام(حياة الحيوان الكبرى،للدميرى، ج ۱، ص ۱۸۵، باب الجيم)

۳؎ جراد (جمع) :مف جرادة (للمذكر والمؤنث :((حن) فصيلة من الحشرات المستقيمات الأجنحة تتحرك بالقفز وأنواعها كثيرة، يضرب بها المثل فى الكثرة، وهى ضارة جدا بالزروع "كالجراد لا يبقى ولا يذر -ما أدرى أى الجراد أعاره (مثل) :يضرب على ذهاب الشىء ولا يعثر عليه -أحلت لنا ميتتان الحوت والجراد (حديث) -(يخرجون من الأجداث كأنهم جراد منتشر)."

جراد البحر :(حن) حيوان بحرى يؤكل، وهو من القشريات العشريات الأرجل، وهو نوع من سرطان البحر يختلف عنه فى شىء واحد، هو فقدانه الكلابتين الأماميتين، ويشبه الجمبرى فى تركيبه الخارجى(معجم اللغة العربية المعاصرة، ج ۱، ص ۳۶۱، مادة"ج ر د")

وجَرَاد البحر :(prawns- Palinurus vulgaris)حيوانات بَحريَّة من رُتبَة عَشْرِيَّة الأَرْجُلِ من طائِفَة القِشْريّات ، وتَضُمُّ أنواعاً من بِضعة أجناسٍ ، منها جنس بينيوس Penaeus، تُعْرَفُ فى مصر عُمومًا باسم "الجَمبَرِى . "جَرَادُ البَحْر (الجَمْبَرِىّ)(بحوث ودراسات فى اللهجات العربية من إصدارات مجمع اللغة العربية بالقاهرة، ج ۱۳، ص ۱۵)

www.idaraghufran.org

انہوں نے ''ٹڈی'' کی مذکورہ دو قسمیں قرار دی ہیں۔ [1]

اور متعدد ماہرین نے سمندری جھینگے کو ''ٹڈی'' کے مشابہ اور حلال قرار دیا ہے، جبکہ بعض نے سمندری جھینگے کو مچھلی کی اقسام میں داخل مانا ہے۔ [2]

---

[1] أقول لو صح حديث أبي داود، والترمذى المذكور سابقا، كان ينبغي أن يجمع بين الأحاديث بأن الجراد على نوعين :بحرى وبرى، فيعمل فى كل منهما بحكمه(مرقاة المفاتيح، ج۵ص۱۸۵۸، كتاب المناسك، باب المحرم يجتنب الصيد)

والحق أنه نوعان بحرى وبرى فيترتب على كل منهما حكمه(التيسير بشرح الجامع الصغير للمناوى، ج ا ص ۴۸۸، حرف الجيم)

وقال الدماميني :ذكر بعض الحذاق من المالكية أن الجراد نوعان :برى وبحرى، فيترتب على كل حكمه وتتفق الأخبار بذلك(التعليق الممجد على موطأ محمد، ج۲، ص۳۳۵،باب الحلال يذبح الصيد أويصيده :هل يأكل المحرم منه أم لا؟)

وفي التعليق الممجد.قال الدماميني :ذكر بعض الحذاق من المالكية أن الجراد نوعان :برى وبحرى، فيترتب على كل حكمه وتتفق الأخبار بذلك.اهـ.

وقد ذكر الدميرى فى حياة الحيوان له الجراد البرى والبحرى علىٰ خياله وذكر لكل واحد منهما خواصا وافعالا وصورا واشكالا (اعلاء السنن،ج۱۰،ص۲۰۳،باب الجراد من صيد البر الخ)

[2] ہمارا ذاتی رجحان بھی سمندری جھینگے کے ''جرادُ البحر'' میں داخل ہونے کی وجہ سے،اس کی حلت کی طرف ہے۔

''جرادُ البحر'' کو انگریزی زبان میں ''Crayfish'' کہا جاتا ہے، جو عام طور پر امریکہ میں پائی جاتی ہے، اور ''جرادُ البحر'' کی بہت ساری اقسام ہیں، جن کو عربی زبان میں ''جراديات بحرية'' کہا جاتا ہے، ان میں سے بعض اقسام، صاف یا میٹھے پانی (Fresh Water) میں رہتی ہیں، اور بعض نمکین پانی (Salt Water) میں رہتی ہیں، جن کو ''جراد المياه العذبة'' کہا جاتا ہے، اور بعض دونوں قسم کے پانی (Fresh and Salt Water) میں رہتی ہیں۔

پھر ''جرادُ البحر'' یا ''Crayfish'' کی بعض اقسام کو انگریزی زبان میں ''Lobster'' اور بعض اقسام کو ''Crawdads'' اور بعض اقسام کو ''Mudbugs'' اور بعض اقسام کو ''Yabbies'' اور بعض اقسام کو ''parastacidae'' اور بعض اقسام کو ''astacidae'' اور بعض اقسام کو ''cambaridae'' اور بعض اقسام کو ''procambarus clarkii'' کہا جاتا ہے۔

اسی طرح جھینگے کی بھی بہت سی اقسام دریافت ہو چکی ہیں، جن میں سے متعدد اقسام وانواع کو ''جرادُ البحر'' یا ''Crayfish'' میں داخل مانا گیا ہے، جن کی ایک قسم کو عربی زبان میں ''الروبيان'' اور انگریزی زبان میں ''Caridea'' کہا جاتا ہے، اور ان کی ایک قسم کو انگریزی زبان میں ''Prawn'' اور عربی زبان میں ''القريدس''

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور ہم سمجھتے ہیں کہ ٹڈی کے مسئلہ پر ہمارے معاشرے میں سائنسی و اسلامی معلومات و ہدایات اور تعلیمات واحکامات سے آگاہی بہت کم پائی جاتی ہے۔

اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ٹڈی سے متعلق سائنسی معلومات اور شعور اجاگر کرنے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اور ایک قسم کو انگریزی زبان میں ''Shrimp'' اور ایک قسم کو ''Lobster'' اور عربی زبان میں ''کرکند'' کہا جاتا ہے، البتہ ان اقسام وانواع کی جسامت وسکونت اور علاقے وغیرہ میں تھوڑا بہت فرق ہے، مثلاً ''Caridea'' نام کا جھینگا نمکین اور میٹھے دونوں قسم کے پانی (Fresh and Salt Water) میں رہتا ہے، جبکہ ''Prawn'' اور ''Lobster'' اور ''Shrimp'' میٹھے پانی (Fresh Water) میں رہتے ہیں، بعض اقسام ٹھنڈے پانی اور ٹھنڈے علاقے میں اور بعض گرم یا درمیانی پانی یا اسی طرح کے علاقے میں ہوتے ہیں، اور بعض اقسام کے اسماء کی تقسیم علاقائی بھی ہے، مثلاً امریکہ کے علاقے میں پائے جانے والے جھینگے اور بحری جراد کا نام کچھ اور ہے۔

لیکن ظاہر ہے کہ اس طرح کے فرق کی وجہ سے دونوں کے حکم میں فرق واقع نہ ہوگا، اور ''Caridea'' اور ''Prawn'' اور ''Lobster'' اور ''Shrimp'' کو جھینگے کی اقسام میں داخل ماننے کی صورت میں ان سب کو بھی شرعاً ''جرادُ البحر'' قرار دینا درست ہوگا۔

بہت سے اہلِ علم حضرات کو علاقائی یا مکانی وسکونتی چیزوں میں فرق کی وجہ سے ناموں میں پائے جانے والے فرق سے غلط فہمی پیدا ہوئی، حالانکہ سائنسی اعتبار سے جو ناموں وغیرہ کا فرق ہوتا ہے، ضروری نہیں کہ شریعت نے بھی مخصوص حکم کے اعتبار سے، اس میں فرق کیا ہو، مثلاً ''بقرۃ'' یعنی ''گائے'' کا سائنسی نام ''Cattle'' اور ''بھینس'' کا سائنسی نام ''Bublus'' اور عربی میں ''الجاموس'' یا ''Water Buffalo'' اور عربی میں ''جاموس الماء'' رکھا جاتا ہے، لیکن شرعی اعتبار سے، قربانی وغیرہ کے باب میں ''بھینس'' کو ''بقرۃ'' کی جنس میں شامل وداخل مانا جاتا ہے۔

ہمارے نزدیک مذکورہ تمام انواع، شرعی اعتبار سے ''جرادُ البحر'' کی انواع میں داخل ہیں، اگرچہ سائنسی اعتبار سے کچھ فرق کیوں نہ ہو، جس طرح خشکی کی ٹڈی کی بھی بہت سی اقسام وانواع ہیں، جو مختلف موسموں وعلاقوں کے اعتبار سے منقسم ومتنوع اور مختلف ناموں سے موسوم ہیں، جس کے پیشِ نظر جھینگے کو حلال قرار دینے کی اصل بنیاد ''مچھلی'' ہونے کے بجائے ''جرادُ البحر'' ہونا کافی ہوجاتا ہے، اور اس کی بنیاد پر یہ تمام اقسام وانواع، دیگر جمہور فقہائے کرام کے ساتھ ساتھ حنفیہ کے نزدیک بھی حلال قرار پاتی ہیں، کیونکہ جب خشکی ''ٹڈی'' حلال ہے، تو سمندری ''ٹڈی'' بدرجۂ اولیٰ حلال ہوگی، جس کی تفصیل ہم نے دوسرے مضمون میں بیان کردی ہے۔ محمد رضوان۔

وقال غيره أن الاربيان هو الجراد، وقيل هو الجراد البحرى ويقال له أيضاً روبيان(تكملة المعاجم العربية، ج ا ص ١٠٨، مادة ''اربيان''باب الهمزة)

و أنا أهمس (جراد البحر) أنهٔ يعنى الروبيان جرادُ البحر، لا شك فى ذلك (صاحبُ الزمان بقايا قصص و ذكريات، ص ٢٩، للدكتور صباح احمد جمالُ الدين)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

کے ساتھ ساتھ، اسلامی ہدایات واحکامات کو بھی ملاحظہ کیا جائے، جس پر آئندہ اوراق میں کچھ روشنی ڈالی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ حق بات کہنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ''ٹڈی'' کو مفید وجائز اغراض ومقاصد کے لیے استعمال کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

جراد البحر هی حیوانات ما قبل التاریخ ، حیث أن أحافیرها الأولى الموجودة فی أسترالیا قد تعود إلى 115 ملیون عام من الیوم ، ولكن السجلات الأحفوریة الأخرى لا یتجاوز عمرها 30 ملیون عام .یستخدم الناس جراد البحر كطعم لصید السمک .إنها مصدر شهیر للغذاء فی جمیع أنحاء العالم بما فی ذلک الصین وأسترالیا وإسبانیا والولایات المتحدة والعدید من البلدان الأخرى .لقد تم استخدامها كحیوانات ألیفة فی العدید من الأحیاء المائیة .تم تصنیف هذه الحیوانات ضمن ثلاث أسر تصنیفیة ، یتم توزیع اثنتین منها فی نصف الكرة الشمالی بأعلى تنوع فی أمریكا الشمالیة (أكثر من 330 نوعًا فی تسعة أجناس .(هناک سبعة أنواع من جنسین فی أوروبا بینما الأنواع الیابانیة مستوطنة فی المنطقة .أنواع مدغشقر والأنواع الأسترالیة مستوطنة لتلک المناطق ، وسیكون من المهم أن نعرف أن هناک أكثر من 100 نوع موزعة فی أسترالیا .سیكون من المثیر للاهتمام أن نلاحظ وجود فرق واضح بین عائلات زحف نصف الكرة الجنوبی والشمالی ، وهو غیاب الزوج الأول من البلیوبودات فی عائلة نصف الكرة الجنوبی.

یُعرف جراد البحر أیضًا باسم crawfish أو crawdads اعتمادًا على الموقع .هم مجموعة من القشریات .لدیهم أیضًا قذائف ومخالب صلبة لحمایة أنفسهم ، ولكن هناک خصائص جراد البحر لجعلها فریدة من نوعها بین جمیع القشریات .ومع ذلک ، فإن الذكور والإناث من جراد البحر تختلف عن بعضها البعض فی نواح كثیرة مثل حجم الجسم والأعضاء التناسلیة والساقین أو سباحین

https://ar.bccrwp.org/compare/difference-between-male-and-female-crayfish/

(الصفحة الرئیسیة/مقالات/الفرق بین الذكور والإناث جراد البحر)

البقر :اسم جنس .قال ابن سیده :ویطلق على الأهلی والوحشی، وعلى الذكر والأنثى، وواحده بقرة، وقیل :إنما دخلته الهاء لأنه واحد من الجنس .والجمع :بقرات، وقد سوى الفقهاء الجاموس بالبقر فی الأحكام، وعاملوهما كجنس واحد (الموسوعة الفقهیة الكویتیة، ج۸، ص۱۵۸، مادة''بقر'')

ولا یقع اسم البقر على الجاموس وإن كان من جنس البقر حتى یتم به نصاب الزكاة لبعده عن أوهامهم لقلته فیهم(بدائع الصنائع ، ج٦، ص٣٢، كتاب الوكالة،فصل فی بیان حكم التوكیل)

www.idaraghufran.org

قرآن وسنت میں ''ٹڈی'' کا ذکر

قرآن وسنت میں کئی جگہ ''ٹڈی'' کا ذکر آیا ہے۔

''ٹڈی'' کے متعلق کئی قسم کی احادیث وروایات اور آثار وارد ہوئے ہیں، جن میں سے بعض سند کے اعتبار سے قوی، اور بعض ضعیف، یا غیر معتبر بھی ہیں۔

آلِ فرعون پر جو عذاب، نازل کیا گیا تھا، اس میں ''ٹڈی'' کا عذاب بھی داخل تھا۔

آگے ''ٹڈی'' سے متعلق قرآن وسنت کی نصوص اور ٹڈی کے بارے میں احادیث، روایات اور آثار کا ذکر کیا جاتا ہے۔

بروزِ قیامت، قبروں سے منتشر ٹڈیوں کی طرح خروج

سورہ قمر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ (سورة القمر، رقم الآية ٧)

ترجمہ: نکلیں گے وہ قبروں سے گویا کہ وہ ٹڈیاں ہیں، بکھری ہوئی (سورہ قمر)

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن جب انسان اپنی قبروں سے نکلیں گے، تو اپنی کثرت، تموّج اور انتشار کی وجہ سے اس طرح محسوس ہوگا، جیسا کہ ٹڈیوں کا لشکر ہو۔ [1]

---

[1] يخرجون من الأجداث اى القبور كأنهم جراد منتشر فى الكثرة والتموج والانتشار فى الامكنة الجملة ايضا حال من فاعل يخرجون (التفسير المظهرى، ج٩، ص ١٣٧، سورة القمر، تحت رقم الآية ٧)

(يخرجون)أى الناس (من الأجداث)القبور(كأنهم جراد منتشر)لا يدرون أين يذهبون من الخوف والحيرة والجملة حال من فاعل يخرجون (التفسير الجلالين، ص ٧٠٥، سورة القمر، تحت رقم الآية ٧)

يخرجون من الأجداث. الأجداث: القبور (صحيح البخارى، ج٢، ص ٩٦، كتاب الجنائز، باب موعظة المحدث عند القبر، وقعود أصحابه حوله)

www.idaraghufran.org

یاجوج ماجوج کا ٹڈیوں کی طرح یک دم ہلاک ہونا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ – صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قَالَ: " تُفْتَحُ يَأْجُوْجُ وَمَأْجُوْجُ فَيَخْرُجُوْنَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: (وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ)فَيَعُمُّوْنَ الْأَرْضَ، وَيَنْحَازُ مِنْهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ، حَتّٰى تَصِيْرَ بَقِيَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ مَدَائِنِهِمْ وَحُصُوْنِهِمْ، وَيَضُمُّوْنَ إِلَيْهِمْ مَوَاشِيَهُمْ، حَتّٰى إِنَّهُمْ لَيَمُرُّوْنَ بِالنَّهَرِ فَيَشْرَبُوْنَهُ حَتّٰى مَا يَذَرُوْنَ فِيْهِ شَيْئًا، فَيَمُرُّ آخِرُهُمْ عَلٰى أَثَرِهِمْ، فَيَقُوْلُ قَائِلُهُمْ :لَقَدْ كَانَ بِهٰذَا الْمَكَانِ مَرَّةً مَاءٌ. وَيَظْهَرُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ، فَيَقُوْلُ قَائِلُهُمْ :هٰؤُلَاءِ أَهْلُ الْأَرْضِ قَدْ فَرَغْنَا مِنْهُمْ، وَلَنُنَازِلَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ، حَتّٰى إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَهُزُّ حَرْبَتَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَتَرْجِعُ مُخَضَّبَةً بِالدَّمِ، فَيَقُوْلُوْنَ :قَدْ قَتَلْنَا أَهْلَ السَّمَاءِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ دَوَابَّ كَنَغَفِ الْجَرَادِ، فَتَأْخُذُ بِأَعْنَاقِهِمْ فَيَمُوْتُوْنَ مَوْتَ الْجَرَادِ، يَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَيُصْبِحُ الْمُسْلِمُوْنَ لَا يَسْمَعُوْنَ لَهُمْ حِسًّا، فَيَقُوْلُوْنَ :مَنْ رَجُلٌ يَشْرِيْ نَفْسَهُ، وَيَنْظُرُ مَا فَعَلُوْا؟ فَيَنْزِلُ مِنْهُمْ رَجُلٌ قَدْ وَطَّنَ نَفْسَهُ عَلٰى أَنْ يَّقْتُلُوْهُ، فَيَجِدُهُمْ مَوْتٰى، فَيُنَادِيْهِمْ :أَلَا أَبْشِرُوْا فَقَدْ هَلَكَ عَدُوُّكُمْ، فَيَخْرُجُ النَّاسُ وَيَخْلُوْنَ سَبِيْلَ مَوَاشِيْهِمْ، فَمَا يَكُوْنُ لَهُمْ رَعْيٌ إِلَّا لُحُوْمُهُمْ، فَتَشْكُرُ عَلَيْهَا كَأَحْسَنِ مَا شَكِرَتْ مِنْ نَبَاتٍ أَصَابَتْهُ قَطُّ "

(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٤٠٧٩) [1]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:إسناده حسن من أجل محمّد بن إسحاق .وقد صرّح بالسماع فانتفت شبهة تدليسه (حاشية سنن ابن ماجه)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت سے پہلے) یاجوج، ماجوج کھول دیئے جائیں گے، پھر وہ نکلیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ انبیاء میں فرمایا کہ) ’’وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ‘‘ وہ ساری زمین میں پھیل جائیں گے، اور مسلمان ان سے الگ اور دور ہو جائیں گے، یہاں تک کہ باقی مسلمان اپنے قلعوں اور شہروں میں محصور ہو کر رہ جائیں گے، اور مسلمان، اپنے چرانے کے جانور بھی اپنے ساتھ محفوظ رکھیں گے، یاجوج، ماجوج کا یہ حال ہوگا کہ وہ لوگ ایک نہر سے گزریں گے اور اس کا سارا پانی پی ڈالیں گے، یہاں تک کہ اس میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ رہے گا، پھر ان میں کا آخری شخص ان کے پیچھے آئے گا اور ان میں سے ایک کہنے والا یہ کہے گا کہ اس جگہ کسی وقت یقیناً پانی موجود تھا، یاجوج، ماجوج، زمین میں پھیل جائیں گے۔

پھر یاجوج، ماجوج میں سے ایک شخص کہے گا کہ اب زمین والوں سے تو ہم فارغ ہو گئے (کوئی ہمارا مقابل نہ رہا) اب ہم آسمان والوں سے لڑیں گے، پھر ان میں سے ایک شخص اپنا نیزہ آسمان کی طرف پھینکے گا، پھر وہ نیزہ خون میں لتھڑا ہوا ہو کر واپس آئے گا، تو یاجوج، ماجوج کہیں گے کہ ہم نے آسمان والوں کو بھی قتل کر دیا، پھر یاجوج، ماجوج اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ کچھ جانوروں کو بھیجے گا، جو ٹڈی کے کیڑوں کی طرح ہوں گے، یہ جانور یاجوج ماجوج کی گردنوں کو کاٹیں گے، جس کی وجہ سے یاجوج، ماجوج سب کے سب ٹڈیوں کی طرح یکلخت مر جائیں گے، اور مر کر ایک دوسرے کے اوپر گر پڑیں گے، پھر مسلمان صبح کو اٹھیں گے، تو وہ یاجوج ماجوج کی کوئی آہٹ اور آواز نہیں سنیں گے، تو وہ کہیں گے کہ ہم میں سے کون ہے، جو اپنی جان پر کھیلے (یعنی اپنی جان کی پرواہ نہ کرے) اور جا کر دیکھے کہ یاجوج ماجوج کا کیا ہوا؟ آخر مسلمانوں میں سے ایک شخص نکلے گا، جو اپنے

آپ کے لیے اس بات پر تیار ہوگا کہ یاجوج، ماجوج اس کو قتل کر دیں گے، تو وہ یاجوج، ماجوج کو مردہ حالت میں پائے گا، پھر وہ مسلمانوں کو پکار کر کہے گا کہ تم خوش ہو جاؤ، تمہارے دشمن ہلاک ہو چکے ہیں، پھر یہ سن کر (اپنے اپنے گھروں اور قلعوں وغیرہ میں چھپے ہوئے) لوگ نکلیں گے اور اپنے جانوروں کو چرنے کے لیے چھوڑیں گے (جو ان کے ساتھ بھوکے تھے) تو ان جانوروں کے لیے سوائے یاجوج ماجوج کے گوشت کے، کوئی چارہ نہ ہوگا، پھر وہ جانور یاجوج ماجوج کا گوشت کھا کر خوب صحت مند ہو جائیں گے، جیسا کہ ان کو کبھی ایسا اچھا چارہ میسر نہ آیا ہو (ابنِ ماجہ)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت سے پہلے، یاجوج ماجوج، کثیر تعداد میں نکلیں گے، اور وہ پھر یکلخت ٹڈیوں کی طرح ہلاک ہو جائیں گے، اور مر مر کر ایک دوسرے کے اوپر گر پڑیں گے۔

ایوب علیہ السلام پر سونے کی ٹڈیوں کی بارش

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :بَيْنَمَا أَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا، خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ، فَنَادَاهُ رَبُّهٗ يَا أَيُّوْبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى، قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ، وَلٰكِنْ لَا غِنٰى لِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ (بخاری، رقم الحدیث ۳۳۹۱)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن حضرت ایوب علیہ الصلاۃ والسلام برہنہ حالت میں غسل فرما رہے تھے، تو ان پر سونے کی ٹڈیاں برسنے لگیں، تو حضرت ایوب اِن (سونے کی ٹڈیوں) کو اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے، تو آپ

www.idaraghufran.org

کے رب نے ندا دی کہ اے ایوب! کیا میں نے تمہیں اس (سونے کی ٹڈیوں) سے جو تم دیکھ رہے ہو، بے نیاز نہیں کر دیا، انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ بے شک میرے رب، لیکن مجھے تیری برکت سے بے نیازی نہیں ہوسکتی (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ الصلاۃ والسلام پر سونے کی ٹڈیوں کی بارش نازل فرمائی تھی، جو ان کے لیے باعثِ برکت ورحمت تھی۔

اور اللہ تعالیٰ آسمان سے سونے کی ٹڈیوں کی بارش کرنے پر بھی قادر ہے، جو اللہ کے لیے کوئی بھی مشکل نہیں۔ [1]

’’ٹڈی دَل‘‘ کا عذاب، یا رحمت ہونا

قرآن مجید کی سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ. وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَامُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ لَئِن كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ. فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُم بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ. فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ (سورة الأعراف، رقم الآية ۱۳۳، الیٰ ۱۳۶)

---

[1] (عریانًا خرّ علیه رجل جراد) بکسر الراء وسکون الجیم جماعة کثیرة منه (من ذهب) وسمی جرادًا لأنه یجرد الأرض فیأکل ما علیها (فجعل) أیوب (یحثی) بفتح أوله وسکون الحاء المهملة بعدها مثلثة یأخذ بیده ویرمی (فی ثوبه فناداه) فقال له (ربه) تعالی (یا أیوب) کلمه کموسی أو بواسطة الملک (ألم أکن أغنیتک) بفتح الهمزة وبعد التحتیة الساکنة فوقیة ولأبی ذر عن الکشمیهنی أغنک بضم الهمزة وبعد المعجمة الساکنة نون مکسورة فکاف (عما تری) من جراد الذهب (قال: بلی یا رب) أغنیتنی (ولکن لا غنی لی عن برکتک) أی عن خیرک وغنی بکسر الغین المعجمة مقصور من غیر تنوین ولا نافیة للجنس (ارشاد الساری، ج۱۰، ص ۴۳۵، کتاب التوحید)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: پس بھیج دیا ہم نے ان (آلِ فرعون) پر، طوفان کو، اور ٹڈی کو، اور جوؤں کو، اور مینڈکوں کو، اور خون کو، جونشانیاں تھیں الگ الگ، پھر تکبر اختیار کیا انہوں نے، اور تھے وہ مجرم قوم۔

اور جب واقع ہوا ان پر عذاب، کہا انہوں نے کہ اے موسیٰ! دعاء کیجیے آپ ہمارے لیے، اپنے رب سے، اس بناء پر کہ عہد کر رکھا ہے اس (آپ کے رب) نے، آپ کے پاس، اگر آپ ہٹادیں گے ہم سے عذاب کو، تو ضرور بالضرور ایمان لے آئیں گے ہم آپ کے لیے، اور یقیناً ضرور بالضرور بھیج دیں گے ہم آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کو۔

پھر جب ہٹادیا ہم نے ان سے عذاب کو، ایک وقت تک کہ وہ پہنچنے والے تھے اس کو، تو یکایک وہ توڑنے لگے (وعدے کو)

پھر انتقام لیا ہم نے ان سے، پس غرق کردیا ہم نے ان کو سمندر میں، اس وجہ سے کہ بے شک انہوں نے تکذیب کی ہماری آیات کی، اور تھے وہ ان (آیات) سے غفلت اختیار کرنے والے (سورہ اعراف)

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ آلِ فرعون پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل کیا گیا تھا، اس میں ٹڈیوں کا عذاب بھی شامل تھا، جس نے آلِ فرعون کی فصلوں اور باغوں کو نقصان پہنچایا تھا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

[1] (فأرسلنا عليهم الطوفان) وهو ماء دخل بيوتهم ووصل إلى حلوق الجالسين سبعة أيام (والجراد) فأكل زرعهم وثمارهم كذلك (والقمل) السوس أو نوع من القراد فتتبع ما تركه الجراد (والضفادع) فملأت بيوتهم وطعامهم (والدم) في مياههم (آيات مفصلات) مبينات (فاستكبروا) عن الإيمان بها (وكانوا قوما مجرمين)

(ولما وقع عليهم الرجز) العذاب (قالوا يا موسى ادع لنا ربك بما عهد عندك) من كشف العذاب عنا إن آمنا (لئن) لام قسم (كشفت عنا الرجز لنؤمنن لك ولنرسلن معك بني إسرائيل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

پس ٹڈی دَل، کافروں کے حق میں عذاب ہوتا ہے۔
دنیا میں کافروں کو کفر کی حالت میں اس طرح کی جو بھی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اس سے عبرت حاصل کر کے ایمان نہیں لاتے، تو وہ مصیبت ان کے حق میں عذاب ہی ہوتی ہے، اور کفر وشرک کی وجہ سے آخرت کا شدید عذاب اور وبال اس کے علاوہ ہوتا ہے۔
جہاں تک مومنوں کا تعلق ہے، تو ان کے حق میں ٹڈی دَل کا عذاب اور وبال ہونا ضروری نہیں، بلکہ ان کے حق میں یہ ابتلاء اور آزمائش ہوتی ہے، جس کے بعد صبر کرنے والوں کے لیے یہ گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی کا ذریعہ بن کر باعثِ رحمت و بشارت بن جاتی ہے، اور جو مومن صبر نہیں کرتے، وہ اس رحمت و بشارت سے محروم رہتے ہیں۔
اگرچہ دنیا میں اس طرح کی آزمائش وابتلاء کا رنگ ظاہر میں کافروں اور مومنوں کے حق میں صورتاً ایک جیسا کیوں نہ محسوس ہوتا ہو، لیکن حقیقت کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے۔
سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ، وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ. الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ، قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ. اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ، وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ (سورۃ البقرۃ، رقم الآیات ۱۵۵ الیٰ ۱۵۷)

ترجمہ: اور ہم ضرور بالضرور آزمائیں گے تم کو، کچھ خوف اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں میں کمی سے، اور آپ خوشخبری دے دیجیے، صبر کرنے والوں کو۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب پہنچتی ہے ان کو کوئی مصیبت، تو کہتے ہیں وہ کہ بے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(فلما كشفنا) بدعاء موسى (عنهم الرجز إلى أجل هم بالغوه إذا هم ينكثون) ينقضون عهدهم ويصرون على كفرهم
(فانتقمنا منهم فأغرقناهم فی اليم) البحر الملح (بأنهم) بسبب أنهم (كذبوا بآياتنا و كانوا عنها غافلين) لا يتدبرونها (تفسير الجلالين، ص ۲۱۱، سورة الأعراف، رقم الآية ۱۳۳)

www.idaraghufran.org

شک ہم اللہ کے لئے ہیں، اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ جن پر عنایتیں ہیں ان کے رب کی طرف سے اور (خاص) رحمت ہے، اور یہ لوگ ہی ہدایت یافتہ ہیں (سورہ بقرہ)

مذکورہ آیات میں ثمرات کی کمی کے ذریعہ سے ابتلاء وآزمائش میں ٹڈی دَل کے ذریعہ سے فصل، کھیت وباغ کو پہنچنے والی آزمائش بھی داخل ہے، کیونکہ ٹڈی دل بھی فصلوں وباغوں میں کمی کا سبب بنتا ہے۔

اس آزمائش پر صبر کرنے والوں کے لیے، یہ آزمائش، رحمت وبشارت بن جاتی ہے، جس کی مذکورہ آیت میں تصریح ہے۔

پس مومن کو چاہیے کہ اگر اس کے کھیت، فصل وباغ پر ٹڈی دَل کا حملہ ہو جائے، اور فصل وکھیتی یا باغ کو نقصان پہنچ جائے، تو وہ اس پر صبر کر کے اللہ کی خاص رحمت وعنایات کو حاصل کرے، جو اس کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔

اور سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَتُبْلَوُنَّ فِيْ أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا أَذًى كَثِيْرًا وَإِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ (سورة آل عمران، رقم الآيات ١٨٥، ١٨٦)

ترجمہ: یقیناً ضرور بالضرور آزمائش کی جائے گی تمہاری، تمہارے مالوں میں، اور تمہاری جانوں میں، اور ضرور بالضرور سنو گے تم ان لوگوں کی طرف سے، جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے، اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا، بہت تکلیف دہ باتیں، اور اگر تم صبر کرو گے، اور تقویٰ اختیار کرو گے، تو یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے (سورہ آلِ عمران)

مالوں کی آزمائش میں ٹڈی دَل کے ذریعہ سے فصل، غلہ اور پھلوں وغیرہ کی کمی بھی داخل ہے،

www.idaraghufran.org

جس کے بعد صبر اور تقویٰ اختیار کرنے والے فضیلت کے مستحق ہیں۔

اور اس طرح کے موقع پر صبر اور تقوے کو اختیار کرنا، ہمت والے کاموں میں سے ہے، جو خوش نصیبوں کے ہی حصہ میں آتا ہے۔

ورنہ ایسے مواقع پر اچھے اچھے دین داروں کی ہمت بھی پست ہو جاتی ہے۔

اور سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالصَّابِرِيْنَ فِي الْبَأْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَأْسِ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ١٧٧)

ترجمہ: اور جو صبر کرنے والے ہیں تنگدستی میں اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت یہی سچے لوگ ہیں اور یہی متقی ہیں (سورہ بقرہ)

تنگدستی و تکلیف میں صبر کرنے والوں میں ٹڈی دَل کے ذریعہ سے فصل وغیرہ کو پہنچنے والے نقصان پر صبر کرنے والے مومن بھی داخل ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے سچا اور متقی قرار دیا ہے۔

پس ٹڈی دَل سے فصل، کھیت وغیرہ کو پہنچنے والے نقصان پر صبر کر کے ایمان کی صداقت کا مظاہرہ اور تقوے کو اختیار کرنا چاہیے، اور مومن کو گھبرانا اور پریشان نہیں ہونا چاہیے۔

اور سورہ عنکبوت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِيْنَ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (سورة العنكبوت، رقم الآية ٥٨، ٥٩)

ترجمہ: کیا ہی اچھا اجر ہے، ان عمل کرنے والوں کا، جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں وہ (سورہ عنکبوت)

اس سے معلوم ہوا کہ آزمائش کے وقت صبر کرنے اور رب تعالیٰ پر توکل اختیار کرنے والے مومنوں کو بہت اچھا اجر دیا جاتا ہے، جو ان کے دنیا میں ہونے والے نقصان سے زیادہ عظیم الشان ہوتا ہے، جس کے سامنے دنیا کا نقصان، درحقیقت نقصان کہلائے جانے کا مستحق نہیں

ہوتا، جیسا کہ دنیا میں تھوڑی بہت محنت ومشقت برداشت کرکے، یا تھوڑا بہت مال خرچ کر کے بہت زیادہ نفع اور دیرپا سہولت وراحت حاصل ہوجائے، تو اس محنت ومشقت، یا مال کے خرچ ہونے کو نقصان سے تعبیر نہیں کیا جاتا، بلکہ نفع سے تعبیر کیا جاتا ہے، اسی طرح سمجھنا چاہیے کہ مسلمان کا جو دنیا میں نقصان ہوتا ہے، اور اس پر صبر کرنے کے نتیجے میں جو اجر وثواب حاصل ہوتا ہے، اس میں بھی اجر وثواب کے پیشِ نظر اس کو نفع اور فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

پھر صبر کے بعد توکل کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ جب دنیا کے وسائل واسباب میں کمی واقع ہوتی ہے، مثلاً کھڑی فصل یا پھل نیست ونابود ہوجاتا ہے، تو اس کی وجہ سے انسان کو اپنے مستقبل کی فکر لاحق ہوجاتی ہے کہ اب اس نقصان کے بعد کیسے گزارا ہوگا، اور کیسے کام چلے گا؟

ایسی صورت میں اللہ پر توکل کرنا، یعنی اللہ کو مسببُ الاسباب اور اسباب سے بے نیاز سمجھنا چاہئے، جو اسباب کے نہ ہوتے ہوئے بھی مومن کے لیے کافی ہوجاتا ہے، نیز وہ ایسے ایسے اسباب پیدا کرنے پر ہمہ وقت قادر ہوتا ہے، جس کی طرف انسان کا وہم وگمان بھی نہیں جاتا۔

اس لیے جب دنیا کے نقصان پر صبر کرنے پر حقیقی نفع ہوا، اور مسببُ الاسباب پر یقین ہونے کی وجہ سے، نہ تو اسباب ختم ہوئے، اور نہ ہی اسباب کو پیدا کرنے کا سلسلہ منقطع ہوا، تو فکر کرنے اور پریشان ہونے کی کون سی بات ہے؟

قرآن مجید کی مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ ٹڈی کے حملے سے اگر کسی مومن کی فصل وباغ کو نقصان پہنچ جائے، اور وہ اس پر صبر اور اللہ پر توکل کو اختیار کرے، تو اس کے حق میں یہ ہرگز عذاب نہیں ہے، بلکہ رحمت، بشارت اور ہدایت وبرکت اور اجر وثواب کا باعث ہے۔

ایسی صورت میں اس کو عذاب قرار دینا کم علمی وناواقفی پر مبنی ہے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ

www.idaraghufran.org

كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ، صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ (مسلم، رقم الحديث ۲۹۹۹ "۶۴" كتاب الزهد والرقائق، باب المؤمن أمره كله خير)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا معاملہ بہت ہی اچھا ہے، اس کا ہر معاملہ خیر والا ہے، اور یہ مومن کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں، مومن کو اگر کوئی خوشی پہنچتی ہے، وہ شکر کرتا ہے، تو اس میں اس کے لئے خیر ہوتی ہے، اور اگر اسے کوئی مصیبت و تکلیف پہنچتی ہے، وہ صبر کرتا ہے، تو اس میں بھی اس کے لئے خیر ہوتی ہے (مسلم)

مذکورہ حدیث میں مومن کے مصیبت پہنچنے پر صبر کرنے کو اس کے لیے خیر بتایا گیا ہے، جس کی تشریح پہلے کی جا چکی ہے۔

اس کے پیشِ نظر، مومن کی فصل و درخت وغیرہ کو ٹڈی دل کے ذریعہ پہنچنے والے نقصان پر صبر کرنا، اس کے لیے خیر و برکت کا ذریعہ ہے، اگرچہ ظاہر میں کسی کو اس کے خلاف کیوں نہ محسوس ہو رہا ہو، اس لیے اس کو خیر ہی سمجھنا چاہیے، نہ کہ عذاب۔

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ صَبَرَ فَلَهُ الصَّبْرُ، وَمَنْ جَزِعَ فَلَهُ الْجَزَعُ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث: ۲۳۶۳۳)[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ، جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے، تو انہیں آزمائش میں مبتلا کرتا ہے، پھر جو شخص صبر کرتا ہے، اسے صبر (اور اس کا اجر) ملتا ہے اور جو شخص جزع فزع کرتا ہے، اس کے لئے جزع فزع (رونا دھونا

[1] قال شعيب الأرنؤوط: إسناده جيد (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

اور شکوہ شکایت کرنا) ہے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ صبر کرنے والے کو اجر وثواب اور صبر کے نتیجے میں اللہ کی محبت اور نعم البدل اور عظیمُ الشان اجر وثواب حاصل ہوتا ہے، اور اس کے برعکس، بے صبری کرنے والے کو رونے دھونے، آہ وبکا کرنے، اور رنج وغم سہنے کے علاوہ کچھ بھی نہیں ملتا۔

اس لیے مومن بندے کو ٹڈی دل وغیرہ کی شکل میں آنے والی آزمائش پر جزع وفزع کے بجائے صبر وتحمل کا مظاہرہ اور مسببُ الاسباب کی طرف رجوع اور اس کی ذات پر توکل و بھروسہ کرنا چاہیے، پریشان نہیں ہونا چاہیے۔

البتہ ٹڈی سے حفاظت کی دعاء وتدبیر کرنا، صبر وتوکل کے ہرگز خلاف نہیں۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

إِذَا سَبَقَتْ لِلْعَبْدِ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ، اِبْتَلَاهُ اللّٰهُ فِي جَسَدِهٖ أَوْ فِي مَالِهٖ أَوْ فِي وَلَدِهٖ، ثُمَّ صَبَّرَهٗ حَتّٰى يُبْلِغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِي سَبَقَتْ لَهٗ مِنْهُ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث: ۲۲۳۳۸) [1]

ترجمہ: جب اللہ کے یہاں کسی بندے کا مقام ومرتبہ اس درجہ سے آگے بڑھ جاتا ہے، جہاں تک اس کا عمل نہیں پہنچتا، تو اللہ، اسے جسمانی، مالی، یا اولاد کی طرف سے کسی آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے، پھر اسے اس پر صبر بھی عطاء کر دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ اس درجے تک جا پہنچتا ہے، جو اس کے لئے (اللہ کے نزدیک) طے ہو چکا ہوتا ہے (مسند احمد)

مال وغیرہ میں آزمائش کے اندر ٹڈی دَل کے ذریعہ ہونے والا نقصان بھی داخل ہے، جس پر صبر کرنے کے نتیجے میں بہت بڑے مرتبے کو حاصل کیا جا سکتا ہے، جس کو کسی دوسرے عمل سے حاصل کیا جانا مشکل ہے۔

---

[1] قال شعیب الأرنؤوط: حسن لغیرہ (حاشیة مسند احمد)

www.idaraghufran.org

مذکورہ آیاتِ مبارکہ واحادیثِ شریفہ سے معلوم ہوا کہ ٹڈی دل کے ذریعہ سے ابتلاء و آزمائش اور امتحان لیا جاتا ہے۔

کافر تو اپنے کفر کی وجہ سے ناکام شمار ہوتا ہے اور اس کے حق میں یہ درحقیقت عذاب ہوتا ہے اور مومن بندے کا صبر و بے صبری کی شکل میں امتحان ہوتا ہے، جو بندہ صبر اور اللہ پر توکل کرتا ہے، وہ کامیاب شمار ہوتا ہے، اللہ اس کو عظیم اجر و ثواب اور نعم البدل عطاء فرماتا ہے اور جو بے صبری کرتا ہے، وہ نعم البدل اور اجر و ثواب سے محروم رہتا ہے۔

پس مومن صابر کے حق میں ٹڈی دل، ہرگز عذاب نہیں۔

لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ صبر و توکل علی اللہ کے ساتھ ساتھ اپنی فصل و باغ کو ٹڈی دل یا دوسری آفات سے محفوظ رکھنے کی تدابیر اختیار کرنا، یا اللہ سے دعاء کرنا، گناہ و منع نہیں۔

کیونکہ تدبیر اور دعاء، درحقیقت نہ تو صبر کے خلاف ہے اور نہ ہی توکل کے خلاف ہے۔

صحابۂ کرام کے ’’ٹڈی‘‘ کھانے کی حدیث

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَوْ سِتًّا، كُنَّا نَأْكُلُ مَعَهُ الجَرَادَ (بخاری، رقم الحدیث ۵۴۹۵)

ترجمہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، سات، یا چھ مرتبہ غزوات میں شرکت کی، ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے (بخاری)

مذکورہ روایت میں صحابۂ کرام کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی مرتبہ، ٹڈی کھانے کا ذکر ہے۔

بعض دوسری روایات میں بھی اس کا ذکر ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ (مسلم، رقم الحديث ١٩٥٢ ”٥٢“)

ترجمہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، چھ مرتبہ غزوات میں شرکت کی، ہم ٹڈی کھاتے تھے (مسلم)

اور ابوالشیخ اصبہانی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنْ أَبِي يَعْفُوْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْجَرَادِ؟ فَقَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ فَكُنَّا نَأْكُلُ مَعَهُ (العظمة، لأبي الشيخ الأصبهاني، ج٥، ص١٧٨٥، ذكر خلق الجراد)

ترجمہ: ابویعفور سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابنِ ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے ٹڈی کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، چھ غزوات میں شرکت کی، تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، ٹڈی کھاتے تھے (العظمۃ)

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصَبْنَا جَرَادًا، فَأَكَلْنَاهُ

(مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحديث ١٤٦٤٥) [1]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف لضعف جابر :وهو ابن يزيد الجُعْفى .محمد بن على :هو ابن الحسين بن على أبو جعفر الباقر.
ويشهد له حديث عبد الله بن أبى أوفى مرفوعاَ، وسيأتى :4/380غزوت مع رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ست غزوات نأكل الجراد .وإسناده صحيح.
وجواز أكل الجراد سلف عن ابن عمر مرفوعاَ برقم (5723)" : أُحلت لنا ميتتان ودمان، فأما الميتتان :فالحوت والجراد، وأما الدمان :فالكبد والطحال (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں شرکت کی، تو ہم نے ٹڈی کو پالیا، پھر ہم نے اس کو کھایا (مسند احمد)

ممکن ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ''ٹڈی'' کو تناول فرماتے ہوں، جیسا کہ بعض روایات میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ''ٹڈی'' کو تناول فرمانے کی صراحت ہے۔ [1]

جبکہ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ ہم ان غزوات میں ''ٹڈی'' کے علاوہ کچھ اور نہ کھاتے تھے۔ [2]

---

[1] حدثنا أبو العباس جمح بن القاسم بن عبد الوهاب، ولم أكتبه إلا عنه، ثنا أبو قصي إسماعيل بن محمد بن إسحاق، ثنا سليمان بن عبد الرحمن، ثنا سعدان بن يحيى، ثنا صدقة بن أبي عمران، عن أبي يعفور، عن عبد الله بن أبي أوفى، قال :غزوت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم سبع غزوات، كلها يأكل الجراد ونأكله معه(الفوائد،لتمام الرازی،رقم الحديث۱۰۷۳)

حدثنا أبو محمد بن حيان، ثنا عبد الرحمن بن الحسن، ثنا حذيفة بن غياث، ثنا عباد بن صهيب، ثنا صدقة بن أبي عمران الحنظلي الحذاء ، ثنا أبو يعفور، قال :سمعت ابن أبي أوفى يقول :غزوت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم سبع غزوات نأكل فيها الجراد ويأكله معنا(تاريخ أصبهان،ج ۱،ص ۳۴۹،تحت ترجمة:حذيفة بن غياث بن حسان أبو اليمان العسكرى)

وأما حديث شريك فأخبرناه أبو بكر محمد بن عبد الباقي أنا أبو محمد الجوهري نا أبو الحسين بن المظفر نا محمد بن محمد بن سليمان نا محمد بن أبان نا شريك نا أبو يعفور عن عبد الله بن أبي أوفى قال أكلت مع النبي (صلى الله عليه وسلم) الجراد وغزوت معه سبع غزوات(تاريخ دمشق،لابن عساكر،ج ۳۱،ص ۴۵،تحت ترجمة:عبد الله بن أبي أوفى)

وأما حديث صدقة فأخبرناه أبو بكر محمد بن أحمد بن محمد البسطامي البزاز بنيسابور أنبأ سعيد بن منصور بن رامش نا أبو محمد الحسن بن محمد بن إسحاق الإسفرايني نا موسى بن عيسى بن حكيم نا صهيب نا صدقة بن أبي عمران حدثني أبو يعفور العبدي قال سمعت عبد الله بن أبي أوفى يقول غزوت مع رسول الله (صلى الله عليه وسلم) سبع غزوات كلهم نأكل الجراد ويأكل معنا(تاريخ دمشق،لابن عساكر،ج ۳۱،ص ۴۶،تحت ترجمة:عبد الله بن أبي أوفى)

[2] حدثنا محمد بن الحسين بن حفص، حدثنا عباد بن يعقوب، حدثنا الوليد بن أبي

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اگرچہ ان روایات کی اسناد پر کلام ہے۔ [1]

چھ، یا سات غزوات میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ٹڈی تناول فرمانا، ایک غیر معمولی واقعہ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے یہاں ٹڈی کو کھانے کا عام رواج تھا۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ''ٹڈی'' کھانے کی نفی کا مذکورہ احادیث میں ذکر نہیں، جبکہ یہ محلِ بیان ہے، یعنی اگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم چھ یا سات غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے اور وہ ٹڈی تناول فرماتے تھے، تو اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹڈی تناول نہ فرماتے، تو یہ ایک غیر معمولی واقعہ تھا، جس کو بیان کرنے کی ضرورت تھی، لیکن اس کا ذکر نہ کیا گیا، بلکہ بعض روایات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹڈی تناول فرمانے کا صاف ذکر آ گیا۔

اس وجہ سے زیادہ رجحان اسی طرف ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ''ٹڈی'' تناول فرمایا کرتے تھے۔ [2]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ثور، عن أبي يعقوب عن عبد الله بن أبي أوفى قال غزونا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم سبع غزوات ما نأكل فيهن إلا الجراد.

حدثنا عباد، أخبرنا يونس بن أبي يعقوب، عن ابن أبي أوفى قال غزونا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم سبع مرات ما نأكل فيهن إلا الجراد(الكامل في ضعفاء الرجال، ج٨، ص٣٥٧، تحت ترجمة:الوليد بن أبي ثور كوفي)

[1] حديث :غزونا مع رسول الله (سبع غزوات ، لم ياكل فيهن إلأ الجراد .رواه الوليد بن عيدالله بن أبي ثور :عن يونس بن أبي يعفور ، عن عبد الله بن أجمب أوفى .والوليد ضعيف . وأورده في ذكر يونس بن أبي يعفور :عن أبيه .ويونس أيضا ضعيف(ذخيرة الحفاظ، لمحمد بن طاهر المقدسي، ج٣، ص١٦١٤، تحت رقم الحديث ٣٥٩٠)

[2] وكنا نأكل معه الجراد يحتمل أن يريد بالمعية مجرد الغزو دون ما تبعه من أكل الجراد ويحتمل أن يريد مع أكله ويدل على الثاني أنه وقع في رواية أبي نعيم في الطب ويأكل معنا وهذا إن صح يرد على الصيمري من الشافعية في زعمه أنه صلى الله عليه وسلم عافه كما عاف الضب ثم وقفت على مستند الصيمري وهو ما أخرجه أبو داود من حديث سلمان سئل صلى الله عليه وسلم عن الجراد فقال لا آكله ولا أحرمه والصواب مرسل ولابن عدي في ترجمة ثابت بن زهير عن نافع عن بن عمر أنه صلى الله عليه وسلم سئل عن الضب فقال لا آكله ولا أحرمه وسئل عن الجراد فقال مثل ذلك وهذا ليس ثابتا لأن ثابتا قال فيه النسائي ليس بثقة(فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج٩، ص٦٢٢، قوله باب أكل الجراد)

www.idaraghufran.org

رہا یہ شبہ کہ مذکورہ روایات میں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، ٹڈی کو غزوات کے اندر کھانے کا ذکر ہے، دوسرے اور عام حالات میں ٹڈی کھانے کا ذکر نہیں؟

تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ٹڈی دراصل صحراء میں پائی جاتی ہے، اور غزوات کے مواقع پر، عموماً صحراؤں میں وقت گزارنے، یا وہاں سے گزرنے کی نوبت آتی ہے، اس لیے غزوات کا ذکر کیا گیا۔

ورنہ دوسری روایات سے غزوات کی قید وشرط کے بغیر بھی ٹڈی کھانے کا ثبوت ملتا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

اور جو بعض روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ''ٹڈی'' کو نہ کھانے کا ذکر ہے، تو ان کی سند پر کلام ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ [1]

''ٹڈی'' کے حلال ہونے کی حدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ: اَلْحُوتُ وَالْجَرَادُ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٢١٨، بَابُ صَيْدِ الْحِيتَانِ وَالْجَرَادِ) [2]

---

[1] قلت :وروى ابن صصرى فى أماليه كان لا يأكل الجراد ولا الكلوتين ولا الضب من غير أن يحرمهما.

قال ابن السبكى :(6/ 326) لم أجد له إسناداً(تخريج أحاديث إحياء علوم الدين، ج٣،ص ١٤٣٥)

وقد روى الحافظ ابن عساكر فى جزء جمعه فى الجراد من حديث أبى سعيد الحسن بن على العدوى حدثنا نصر بن يحيى بن سعيد، حدثنا يحيى بن خالد عن ابن جريج عن عطاء عن ابن عباس قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يأكل الجراد ولا الكلوتين ولا الضب من غير أن يحرمها أما الجراد فرجز وعذاب، وأما الكلوتان فلقربهما من البول، وأما الضب فقال أتخوف أن يكون مسخا ثم قال غريب لم أكتبه إلا من هذا الوجه(تفسير ابنِ كثير، ج٣،ص ٤١٥،سورة الأعراف)

[2] قال شعيب الارنؤوط: حديث حسن (حاشية سنن ابن ماجه)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے لیے دو مُردار حلال کردیے گئے ہیں، ایک حُوت (یعنی مچھلی) اور دوسرے ٹڈی (سنن ابن ماجہ)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :أُحِلَّتْ لَنا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ، فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ: فَالْحُوْتُ وَالْجَرَادُ، وَأَمَّا الدَّمَانِ: فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ

(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٣١٤، بَابُ الْكَبِدِ وَالطِّحَالِ) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے لیے دو مُردار اور دو خون حلال کردیے گئے ہیں، دو مُردار تو یہ ہیں، ایک حُوت (یعنی مچھلی) اور دوسرے ٹڈی، اور دو خون یہ ہیں، ایک کلیجی اور دوسرے تِلّی (سنن ابن ماجہ)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ٹڈی کا کھانا حلال ہے، اور اس کے حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور مذکورہ حکم جہاد، یا غزوات کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ عام ہے، جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا گیا، اور اس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

"ٹڈی" پوری کی پوری حلال و پاک ہونے کی حدیث

حضرت مکحول سے مرسلاً روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْجَرَادُ وَالنُّوْنُ ذَكِيٌّ كُلُّهُ فَكُلُوْهُ (مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ٢٠٠٩٨، باب فِي صيدِ الجرادِ والحوتِ، وما ذكاته ؟)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹڈی اور مچھلی، پوری کی پوری حلال

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
حديث حسن، وهذا إسناد ضعيف لضعف عبد الرحمن بن زيد بن أسلم، وقد توبع.
وقد سلف برقم (3218) مختصرًا (حاشية سنن ابن ماجه)

www.idaraghufran.org

وپاک ہیں، پس تم انہیں کھاؤ (ابن ابی شیبہ)

مذکورہ حدیث اگرچہ سند کے اعتبار سے مرسل ہے، لیکن اس کی تائید بعض دوسری روایات سے ہوتی ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

حضرت جابر بن زید سے روایت ہے کہ:

قَالَ عُمَرُ :اَلْحِيتَانُ ذَكِيٌّ كُلُّهَا وَالْجَرَادُ ذَكِيٌّ كُلُّهُ (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحديث ٢٠٠٩٩، باب فِي صيدِ الجرادِ والحوتِ ، وما ذكاته ؟)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مچھلیاں پوری کی پوری حلال و پاک ہیں، اور ٹڈی بھی پوری کی پوری حلال و پاک ہے (ابن ابی شیبہ)

عبدالرزاق نے جعفر بن محمد کے والد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

فِيْ كِتَابِ عَلِيٍّ اَلْجَرَادُ، وَالْحِيْتَانُ ذَكِيٌّ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ٨٧٦١)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مکتوب میں یہ بات لکھی ہوئی تھی کہ ٹڈی اور مچھلیاں حلال و پاک ہیں (عبدالرزاق)

امام بیہقی نے جعفر بن محمد کے والد، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے الگ الگ روایت کیا ہے کہ:

’’مچھلیاں اور ٹڈی پوری کی پوری حلال و پاک ہیں‘‘۔ [1]

---

[1] أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَالدَّرَاوَرْدِيُّ، أَوْ أَحَدُهُمَا، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: النُّونُ وَالْجَرَادُ ذَكِيٌّ كُلُّهُ.

قَالَ أَحْمَدُ: وَقَدْ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ فِي الْجَامِعِ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: الْحِيتَانُ وَالْجَرَادُ ذَكِيٌّ كُلُّهُ (معرفة السنن والآثار، رقم الحديث ١٨٨٥٧ و ١٨٨٥٨)

أخبرنا أبو الحسن محمد بن أبى المعروف الفقيه، أخبرنا أبو سعيد عبد الله بن محمد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

امام طبرانی نے علی بن عبداللہ بارقی سے روایت کیا ہے کہ:

''ایک عورت نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ٹڈی کے بارے میں فتویٰ طلب کیا، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ٹڈی، پوری طرح حلال اور پاک ہے''۔ [1]

مچھلی اور ٹڈی کے پوری کی پوری حلال و پاک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں جانوروں کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں، اور اگر کسی کی طبیعت میں کراہیت نہ ہو، تو اس کے تمام اجزاء اور اقسام و انواع کو کھانا جائز ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بن عبد الوهاب الرازى بنيسابور، حدثنا محمد بن أيوب، أخبرنا مسلم بن إبراهيم، حدثنا هشام، حدثنا قتادة، عن جابر بن زيد، أن عمر بن الخطاب قال :الجراد والنون ذكى كله .

أخبرنا أبو بكر الأردستانى، أخبرنا أبو نصر العراقى، حدثنا سفيان بن محمد الجوهرى، حدثنا على بن الحسن، حدثنا عبد الله بن الوليد، حدثنا سفيان، عن جعفر، عن أبيه، عن على بن أبى طالب -رضى الله عنه قال :الحيتان والجراد ذكى كله (السنن الكبير،للبيهقى،رقم الحديث١٩٠٠٧و١٩٠٠٨)

[1] حدثنا الحسين بن إسحاق التسترى، ثنا شيبان بن فروخ، ثنا الصعق بن حزن، عن قتادة، ثنا على بن عبد الله البارقى، قال :استفتتنى امرأة بمكة، فقلت :هذا عبد الله بن عمر عليك به فاستفتيه، فاندفعت نحوه، فاتبعتها أسمع ما تقول، فقالت لعبد الله بن عمر :أفتنى عن الجبن؟ فقال :وما الجبن؟ فقالت له :شىء يصنع من اللبن كذا وكذا ويجبنون الإنفحة . فقال : ما صنع المسلمون وأهل الكتاب فكليه، وما لم يصنعوه فلا تأكليه .فقالت :يا عبدالله أفتنى عن الجراد؟ قال :ذكى أكله .قالت :يا عبدالله أفتنى عن الذهب؟ قال :يكره للرجال .قالت :فأفتنى عن الحرير؟ قال :نهى عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم(المُعْجَمُ الكَبِير للطبرانى، رقم الحديث ١٣٦٧٤، المُجَلَّدان الثَّالِث عَشَرَ والرابع عشر)

قال الهيثمي:

رواه الطبرانى ورجاله رجال الصحيح، خلا شيخه وهو ثقة(مجمع الزوائد ،تحت رقم الحديث ٨٠٢٧، باب ما جاء فى الجبن)

و قال ايضاً:

رواه الطبرانى فى الكبير، ورجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٦٠٧٦، باب ما جاء فى الجراد)

جیسا کہ مچھلی کے بارے میں بھی بعض روایات میں اسی طرح کا ذکر آیا ہے۔ [1]

اسی قسم کی روایات کی بناء پر بہت سے فقہائے کرام نے ''ٹڈی'' کو تمام اعضاء سمیت، اور اس کے پیٹ کو چاک کیے بغیر، کھانے کو جائز قرار دیا ہے۔

اور دراصل ٹڈی کے پیٹ میں گندگی ہوتی ہی نہیں، بلکہ اس میں سبز اور تازہ فصل اور پتوں وغیرہ کا جوہر موجود ہوتا ہے، جو صحت کے لیے انتہائی مفید ہے، اور ''ٹڈی'' میں خون نہ ہونے کی بناء پر وہ حقیقت میں سڑنے، گھُسنے سے بھی محفوظ ہے۔

عمر بن خطاب کے ''ٹڈی'' کھانے کی خواہش کی روایت

ابنِ ابی شیبہ نے ابو وائل کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ٹڈی کا ذکر کیا، اور فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے پاس ایک، یا دو زنبیل (یعنی ایک، یا دو ٹوکریاں) ٹڈی کی ہوں''۔ [2]

اور ابنِ ابی شیبہ نے ہی حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

''میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مزے سے منہ چلاتے ہوئے دیکھا، تو میں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! کیا معاملہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں بھنی ہوئی ٹڈی کھانے کی خواہش رکھتا ہوں''۔ [3]

---

[1] حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ , نا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ , نا شَرِيكٌ , عَنِ ابْنِ أَبِي بَشِيرٍ , عَنْ عِكْرِمَةَ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ , يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى ذَبَحَ لَكُمْ مَا فِي الْبَحْرِ فَكُلُوهُ كُلَّهُ فَإِنَّهُ ذُكِّيَ (سنن الدار قطنی، رقم الحديث ۴۷۲۳)

[2] حدثنا حسين بن علی ، عن زائدة ، عن الشيبانی ، عن حبيب بن أبی ثابت ، عن أبی وائل ، عن عمر ؛ أنه ذكر الجراد ، فقال :وددت أن عندی منه قفعة ، أو قفعتين.

حدثنا أسباط بن محمد ، عن الشيبانی ، عن حبيب بن أبی ثابت ، عن أبی وائل ، عن عمر ؛ بنحو حديث زائدة ، عن الشيبانی (مُصنف ابن أبی شيبة، رقم الحديث ۲۵۰۵۵ و ۲۵۰۵۶، باب فی أكل الجراد)

[3] حدثنا زكريا ، عن الشعبی ، عن ابن عمر ، قال :رأيت عمر يتحلب فوه ، قال :قلت :يا أمير المؤمنين ، قال :أشتهی جرادا مقليا (مُصنف ابن أبی شيبة، رقم الحديث ۲۵۰۵۸، باب فی أكل الجراد)

www.idaraghufran.org

اور امام محمد رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

عَنْ عُمَرِ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْجَرَادِ؟ فقال: وَدَدْتُّ أَنَّ عِنْدِیْ قَفْعَةً مِّنْ جَرَادٍ فَآكُلُ مِنْهُ.

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهٰذَا نَأخُذُ. فَجَرَادٌ ذَكِیٌّ كُلُّهُ لاَ بَأسَ بِأَكْلِهِ إِنْ أُخِذَ حَيًّا أَوْ مَيِّتاً، وَهُوَ ذَكِیٌّ عَلٰى كُلِّ حَالٍ. وَهُوَ قَوْلُ أَبِیْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا (موطأ امام محمد بن الحسن، رقم الحديث ٦٥٢، باب أكل الجراد)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ٹڈی کے بارے میں سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میرے پاس ایک زنبیل (یعنی ایک ٹوکری) ٹڈی کی ہو، پھر میں اس کو کھاؤں۔

امام محمد نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں، پس ٹڈی پوری طرح حلال ہے، اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں، اگر اسے زندہ حالت میں حاصل کرے، یا مردہ حالت میں حاصل کرے، وہ ہر حال میں پاک اور حلال ہے، اور امام ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء کا یہی قول ہے (موطا امام محمد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، جلیل القدر صحابی اور خلیفۂ راشد ہیں، آپ کی ایمانی وجسمانی قوت، ہر سچے مسلمان کو معلوم ہے۔

آپ کے ٹڈی کھانے کا اس قدر شوق و ذوق، ٹڈی کے حلال و پاکیزہ ہونے اور اس کے انتہائی نافع ومفید ہونے کی دلیل ہے۔

’’ٹڈی‘‘ کے متعلق بعض صحابہ وتابعین کے آثار

ابنِ ماجہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ایک دوسرے کو طباقوں

میں ٹڈی کا ہدیہ پیش کیا کرتی تھیں''۔ [1]

مذکورہ حدیث کی سند میں اگرچہ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن اس کی تائید دوسری روایات سے ہوتی ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ [2]

ابنِ ابی شیبہ نے بعض صحابہ وتابعین کے ٹڈی سے متعلق مختلف آثار ذکر کیے ہیں، جو ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے ٹڈی کے کھانے میں کوئی حرج نہ ہونے کا حکم فرمایا''۔

''حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے مقامِ ربذہ میں ٹڈی کا ذکر کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس ایک یا دو زنبیل (یعنی ایک، یا دو ٹوکریاں) ٹڈی کی ہوں''۔

''حسین بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ امہاتُ المومنین رضی اللہ عنہن ایک دوسرے کو ٹڈی کا ہدیہ پیش کیا کرتی تھیں''۔

''حسن بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

---

[1] حدثنا أحمد بن منيع، حدثنا سفيان بن عيينة، عن أبى سعد -يعنى البقال- أنه سمع أنس بن مالك يقول: كن أزواج النبى -صلى الله عليه وسلم- يتهادين الجراد على الأطباق(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٢٢٠)

[2] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده ضعيف لضعف أبى سعد البقال -واسمه سعيد بن المرزبان-.
وأخرجه البيهقى فى "السنن الكبرى 9/ 258 "من طريق يزيد بن هارون، والخطيب فى "موضح أوهام الجمع والتفريق 2/ 131 "من طريق عبد الله بن عون، كلاهما عن أبى سعد البقال، عن أنس.
وأخرجه عبد الرزاق فى "مصنفه "(8763) عن ابن عيينة، عن أبى يعفور، عن أنس. فذكر أبا يعفور -واسمه وقدان، ويقال: واقد، وهو ثقة- بدل أبى سعد البقال، والذى يغلب على ظننا أنه سبق نظر من الإسناد السابق عند عبد الرزاق وقع من بعض النساخ (حاشية سنن ابن ماجه)

www.idaraghufran.org

لیے ٹڈی کو صاف کیا کرتے تھے، جس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کو تناول فرمایا کرتے تھے''۔

''داؤد بن ابی ہند سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن مسیّب سے ٹڈی کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ ٹڈی کو حضرت عمر اور حضرت مقداد بن اسود، اور حضرت صہیب، اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہم نے تناول فرمایا ہے''۔

''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ٹڈی کھایا کرتے تھے''۔

''مثنیٰ بن سعید سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن زید کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے ٹڈی کا ایک پیالہ، ثرید (یعنی مخصوص ومرغوب لذیذ کھانے) کے ایک پیالہ سے زیادہ پسند ہے''۔

''جعفر سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد کو ٹڈی کھاتے ہوئے دیکھا''۔

''اخضر بن عجلان سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن جبیر سے ٹڈی کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ اس کو زیتون کے تیل میں بھون کر کھاؤ''۔

''حارث سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ٹڈی کے بارے میں سوال کیا گیا، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ وہ سمندری شکار کی طرح حلال و پاک ہے''۔

''ہشام سے روایت ہے کہ (جلیل القدر تابعی) حضرت حسن بصری ٹڈی کے کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے''۔

(یہ تمام روایات، مصنف ابنِ ابی شیبہ میں ہیں) [1]

---

[1] حدثنا ابن عیینة ، عن شبیب ، عن جندب ، رجل منهم ، سأل ابن عباس عن أكل الجراد؟ فقال :لا بأس به.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور عبدالرزاق نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

كَانَ عُمَرُ يَأْكُلُ الْجَرَادَ يَقُوْلُ: لَا بَأْسَ بِهٖ لِأَنَّهٗ لَا يُذْبَحُ (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ٨٧٥٨، باب الهر و الجراد)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ٹڈی کھایا کرتے تھے، اور یہ فرماتے تھے کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں، اس کو ذبح نہیں کیا جاتا (عبدالرزاق)

مطلب یہ ہے کہ ٹڈی کو ذبح کیے بغیر کھانا حلال ہے، اس کو کھانے کے جائز کرنے کے لیے، ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔

نیز عبدالرزاق نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا أبو أسامة ، عن عبيد الله ، عن نافع ، عن ابن عمر ، قال :ذكر لعمر جراد بالربذة، فقال :لوددت أن عندنا منه قفعة ، أو قفعتين.

حدثنا حفص ، عن الحسن بن عبيد الله ، قال :سمعت إبراهيم قال :كن أمهات المؤمنين يتهادين الجراد.

حدثنا عبدة ، عن عثمان بن حكيم ، عن الحسن بن سعد ، عن أبيه ؛ أنه كان ينقى لعلى الجراد ، فيأكله.

حدثنا عبد الرحيم ، ويزيد بن هارون ، عن داود بن أبى هند ، قال :سألت سعيد بن المسيب عن الجراد ؟ فقال :أكله عمر ، والمقداد بن الأسود ، وصهيب ، وعبد الله بن عمر ، قال :وقال عمر :وددت أن عندى قفعة ، أو قفعتين.

حدثنا عبيد الله ، والفضل ، عن إسرائيل ، عن سماك ، عن عكرمة ، عن ابن عباس ؛ أن عمر كان يأكل الجراد.

حدثنا أبو أسامة ، عن مثنى بن سعيد أبى غفار ، قال :سمعت جابر بن زيد يقول : لقصعة من جراد أحب إلى من قصعة من ثريد.

حدثنا حاتم بن إسماعيل ، عن جعفر ، قال :رأيت أبى يأكل الجراد.

حدثنا محمد بن عبد الله الأسدى ، عن محمد بن خالد الضبى ، عن الأخضر بن العجلان ، قال :سألت سعيد بن جبير عن الجراد ؟ فقال :كله مقليا بزيت.

حدثنا وكيع ، عن سفيان ، عن علقمة بن مرثد ، عن عبد الملك بن الحارث ، عن أبيه ، قال :سئل على عن الجراد ؟ فقال :هو طيب كصيد البحر.

حدثنا عبد الأعلى ، عن هشام ، عن الحسن ، قال :كان لا يرى بأكل الجراد بأسا.

(مُصنف ابن أبى شيبة،باب فى أكل الجراد)

www.idaraghufran.org

''ٹڈی کے کھانے میں کوئی حرج نہیں'' [1]

اورابوبکرشافعی نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ:

سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ الْجَرَادِ، فَقَالَ: كُنَّا نُقَلِّيهِ بِالسِّمْنِ وَالزَّيْتِ (الفوائد الشهير بالغيلانيات،رقم الحديث ۲۴۵)

ترجمہ: ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ٹڈی کے متعلق سوال کیا گیا، توانہوں نے جواب میں فرمایا کہ ہم ٹڈی کو گھی اور زیتون کے تیل میں بھونا کرتے تھے (الفوائد الشهير بالغيلانيات)

یعنی ٹڈی کو گھی یا زیتون کے تیل میں بھون کر کھاتے تھے، اس طرح کی بعض روایات پہلے بھی گزر چکی ہیں، ٹڈی کو گھی، یا زیتون وغیرہ کے قدرتی تیل میں بھون کر کھانا دوسرے طریقوں کی بنسبت عام حالات میں زیادہ مفید ہے، اگرچہ دوسرے طریقوں سے پکا کر کھانا بھی جائز ہے، اور کوئی بغیر پکائے کھائے، وہ بھی جائز ہے، لیکن ان کو زندہ کھانا، بعض فقہائے کرام کے نزدیک مکروہ ہے، جیسا کہ آگے مسائل میں آتا ہے۔

اگر مذکورہ روایات میں سے کچھ کی سندیں ضعیف بھی ہوں، تو بھی صحیح احادیث وروایات سے ٹڈیوں کی حلت ثابت ہونے کی بناء پر کوئی حرج نہیں، ان کو صرف تائید کے طور پر پیش کیا گیا ہے، اور ان سے اتنی بات واضح ہوگئی کہ ''ٹڈی'' کھانا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں معمول کا کام تھا اور اس کو بلانکیر کھانے کا عام رواج تھا۔

لیکن آج ہمارے علاقوں میں بہت سے لوگوں کو ان باتوں کا علم تک بھی نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں، طرح طرح کی مکروہ وممنوع چیزوں کا کھانا پینا تو عام ہے، لیکن ''ٹڈی'' جیسی حلال، پاکیزہ اور طبی اعتبار سے انتہائی مفید چیز کو حلال سمجھنے اور کھانے

---

[1] عبد الرزاق عن بن جريج عن محمد بن الحارث بن سفيان عن علی الأزدی أنه سمع بن عمر يسئل عن أكل الجراد فقال لا بأس (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۸۷۵۴، باب الهر والجراد والخفاش وأكل الجراد)

www.idaraghufran.org

والے بہت کم ہیں، بلکہ بعض لوگ تو ''ٹڈی'' کو سخت مکروہ ومعیوب خیال کرتے ہیں، جو لاعلمی وناواقفی کی بات ہے۔

ابنِ ابی شیبہ نے بعض صحابہ وتابعین کے ایسے آثار ذکر کیے ہیں، جن میں ٹڈی کے طبعی طور پر ناپسند ہونے کا ذکر ہے۔

اس سے مراد طبیعت کی ناپسندیدگی ہے، یعنی بعض حضرات نے طبعی طور پر اس کو ناپسند کیا ہے، جس سے شرعی اعتبار سے حرام، یا مکروہ ہونا مراد نہیں۔ [1]

احادیث اور آثار سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ٹڈی، حلال ہے اور اس کو کھانا جائز ہے، جس کی طبیعت کو پسند نہ ہو، وہ نہ کھائے، لیکن اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام، یا ممنوع نہ ٹھہرائے۔

نہ ہی ٹڈی کھانے والے کی طرف کسی عیب کی نسبت کرے، کیونکہ بعض روایات کے پیشِ نظر خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اور آپ کے صحابۂ کرام اور بالخصوص خلفائے راشدین نے ٹڈی کو شوق واہتمام کے ساتھ کھایا ہے، اور مذکورہ حضرات کے تقوے وطہارت اور طبیعت کی پاکیزگی ولطافت، ہر سچے مسلمان کو مسلّم ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ سید المرسلین وخاتم النبیین اور آپ کے جانثار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حلال کردہ اور پاکیزہ چیز پر یقین واطمینان تھا، اس لیے انہوں نے بلا چوں چراں، اس کو قبول کیا، اور اپنی چاہت وطبیعت کو شریعتِ مطہرہ وسنتِ نبویہ کے سامنے قربان، بلکہ اس کے تابع کردیا۔

---

[1] حدثنا يحيى بن سعيد ، عن سعد بن إسحاق ، عن زينب امرأة أبي سعيد ، قالت : كان أبو سعيد يرانا ونحن نأكل الجراد فلا ينهانا ، ولا يأكله ، فلا أدري تقذرا منه ، أو يكرهه؟.

حدثنا عبدة ، عن عثمان بن حكيم ، عن سعيد بن مرجانة ، قال :كان ابن عمر لا يأكل الجراد ، قلت :ما يمنعك من أكله ؟ قال :أستقذره.

حدثنا غندر ، عن شعبة ، عن مغيرة ، عن إبراهيم ، عن علقمة ؛ أنه كان لا يأكل الجراد.

(مُصنف ابن أبي شيبة،باب من كان لا يأكل الجراد)

www.idaraghufran.org

اللہ تعالیٰ کے حضرت مریم کو ’’ٹڈی‘‘ کھلانے کی حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ’’ٹڈی‘‘ کے متعلق سوال کیا گیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت مریم نے اپنے رب تعالیٰ سے ایسے گوشت کی دعاء کی، جس میں خون موجود نہ ہو، تو رب تعالیٰ نے آپ کو ’’ٹڈی‘‘ کھلائی‘‘ [1]

اور امام طبرانی نے، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت مریم نے اپنے رب تعالیٰ سے ایسے گوشت کی دعاء کی، جس میں خون نہ ہو، تو رب تعالیٰ نے آپ کو ’’ٹڈی‘‘ کھلائی، جس پر حضرت مریم نے یہ دعاء کی کہ اے اللہ! اس ٹڈی کو بغیر دودھ کے زندہ رکھیے، اور اس کو بغیر پیٹ بھرے، پے در پے بھیجتے رہیے‘‘ [2]

---

[1] حدثنا علی بن سعید، حدثنا أبو قلابة الرقاشی، حدثنا أبو عمر النمری، حدثنا النضر بن عاصم أبو عباد، عن قتادة، عن محمد بن سیرین، عن أبی ہریرة رضی اللہ تعالی عنہ قال: سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الجراد فقال: إن مریم سألت ربها تبارک وتعالی أن یطعمها لحما لیس فیه دم فأطعمها الجراد(العظمة لابی الشیخ الاصبهانی، ج۵ص ۱۷۴۳، ذکر خلق الجراد)

حدثنا خیثمة، ثنا أبو قلابة، حدثنی حفص بن عمر أبو عمر المازنی، ثنا النضر بن عاصم أبو عباد الهجیمی، عن قتادة، عن محمد بن سیرین، عن أبی ہریرة عن النبی صلی اللہ علیه وسلم أنه سئل عن الجراد فقال: إن مریم سألت اللہ عز وجل أن یطعمها لحما لیس فیه دم، فأطعمها الجراد(فوائد تمام الرازی،رقم الحدیث ۶۴۲)

حدثناه موسی بن هارون قال : حدثنا حفص بن عمر المازنی قال : حدثنا النضر بن عاصم الهجیمی أبو عباد ، عن قتادة ، عن محمد بن سیرین ، عن أبی ہریرة ، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم ، سئل عن الجراد ، فقال : إن مریم سألت اللہ ، تبارک وتعالی ، أن یطعمها لحما لیس فیه دم ، فأطعمها الجراد(الضعفاء الکبیر للعقیلی، رقم الحدیث ۲۰۶۷)

[2] حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ السَّمَيْدَعِ الْأَنْطَاكِيُّ، ثنا مُوسَى بْنُ أَيُّوبَ النَّصِيبِيُّ، ثنا بَقِيَّةُ بْنُ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے، جس کے آخر میں یہ ہے کہ:

''اس ٹڈی کو بغیر آواز کے پے درپے بھیجتے رہیے'' ۱

ابنِ عساکر نے بھی اس واقعہ کو ''تاریخِ دمشق'' میں روایت کیا ہے۔ ۲

لیکن اس حدیث کی سند کو بعض اہلِ علم حضرات نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔ ۳

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الْوَلِيدِ، عَنْ نُمَيْرِ بْنِ يَزِيدَ الْقِينِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :أَنَّ مَرْيَمَ سَأَلَتْ رَبَّهَا لَحْمًا لَا دَمَ فِيهِ، فَأَطْعَمَهَا الْجَرَادَ، فَقَالَتْ : اللَّهُمَّ أَحْيِهِ بِغَيْرِ رَضَاعٍ، وَتَابِعْ بَيْنَهُ بِغَيْرِ شِبَاعٍ "(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۷۶۳۱)

۱ أخبرنا أبو عبد الله الحافظ وأبو بكر أحمد بن الحسن القاضی قالا: حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، حدثنا أبو عتبة أحمد بن الفرج، حدثنا بقية، حدثنا نمير بن يزيد القينی، عن أبيه قال: سمعت صدی بن عجلان أبا أما مة الباهلی – رضی الله عنه – يقول: إن النبی – صلی الله عليه وسلم – قال: " إن مريم ابنة عمران سألت ربها أن يطعمها لحما لا دم له، فأطعمها الجراد، فقالت: اللهم أعشه بغير رضاع، وتابع بينه بغير شياع ."قلت: يا أبا الفضل ما الشياع؟ قال: الصوت (السنن الكبرىٰ للبيهقی، رقم الحديث ۱۹۰۳۲)

۲ أخبرنا أبو القاسم الحسين بن الحسن أنا علی بن محمد أنا عبد الرحمن بن عثمان أنا خيثمة بن سليمان نا أبو قلابة نا حفص بن عمر أبو المازنی نا النضر بن عاصم أبو عباد الهجيمی عن قتادة عن محمد بن سيرين عن أبی هريرة عن النبی (صلی الله عليه وسلم) أنه سئل عن الجراد فقال "إن مريم سألت الله أن يطعمها لحما لا دم له فأطعمها الجراد.

أخبرنا أبو القاسم الشحامی أنا أبو بكر البيهقی أنا أبو عبد الله الحافظ وأبو بكر أحمد بن الحسن القاضی قالا نا أبو العباس محمد بن يعقوب نا أبو عتبة أحمد بن الفرج أنا بقية نا نمير بن يزيد القينی عن أبيه قال سمعت صدی بن عجلان أبا أمامة الباهلی يقول إن النبی (صلی الله عليه وسلم) قال "إن مريم ابنة عمران سألت ربها أن يطعمها لحما لا دم له فأطعمها الجراد "فقالت اللهم أعشه بغير رضاع وتابع بينه بغير شياع قلت يا أبا الفضل ما الشياع؟ قال الصوت(تاريخ دمشق،لابن عساكر،ج۷۰،ص۹۴،تحت ترجمة:مريم بنت عمران)

۳ قال الهيثمی:

رواه الطبرانی فی الكبير، وفيه بقية، وهو ثقة، ولكنه مدلس، ويزيد العينی لم أعرفه. وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۶۰۷۵ ،باب ما جاء فی الجراد)

www.idaraghufran.org

کیونکہ اس حدیث میں مذکور بعض راویوں پر محدثین نے جرح کی ہے۔ [1]

[1] قال الذهبی:
النضر بن عاصم الهجيمى .عن قتادة.
له حديث فى الجراد.
قال الأزدى: متروك.
وقال العقيلى: لا يتابع عليه.
حدثنا موسى بن هارون، حدثنا حفص بن عمر المازنى، حدثنا النضر بن عاصم أبو عباد، عن قتادة، عن ابن سيرين، عن أبى هريرة – أن النبى صلى الله عليه وسلم سئل عن الجراد، فقال: إن مريم سألت الله تعالى أن يطعمها لحما لا دم فيه فأطعمها الجراد.
قلت: وله إسناد آخر، أخبرنا أبو الفضل بن عساكر، أخبرنا [ابن]زين الامناء، وحدثنا محمد بن حازم، أخبرنا محمد بن غسان، قالا: أخبرنا سهل بن محمد الخوارزمى، أخبرنا على بن أحمد المدائنى المؤذن إملاء سنة إحدى وتسعين وأربعمائة بنيسابور، أخبرنا أبو صادق محمد بن أحمد بن شاذان العطار، حدثنا أبو العباس الأصم، حدثنا أبو عتبة الحمصى، حدثنا بقية بن الوليد، حدثنا نمير بن يزيد القينى، عن أبيه، سمعت أبا أمامة الباهلى يقول: إن النبى صلى الله عليه وسلم قال: إن مريم بنت عمران سألت ربها أن يطعمها لحما لا دم فيه: فأطعمها الجراد، فقالت: اللهم أعشه بغير رضاع، وتابع بينه بغير شياع .
فقلت: يا أبا الفضل ما الشياع؟ قال: الصوت .
فهذا الإسناد على ركاكة متنه أنظف من الاول، ويريبنى فيه هذا الدعاء، فإنها ما كانت لتدعو بأمر واقع، وما زال الجراد بلا رضاع ولا شياع(ميزان الاعتدال، ج۴ص ۲۵۹، ۲۶۰، تحت رقم الترجمة ۹۰۷۱)
وقال أبو سليمان جاسم بن سليمان حمد الفهيد الدوسرى:
أخبرنا خيثمة بن سليمان: نا أبو قلابة، قال: حدثنى حفص بن عمر أبو عمر المازنى: نا النضر بن عاصم أبو عباد الهجيمى عن قتادة عن محمد بن سيرين.
عن أبى هريرة عن النبى – صلى الله عليه وسلم – أنه سئل عن الجراد، فقال: " إن مريم سألت الله –عز وجل– أن يطعمها لحما ليس فيه دم فأطعمها الجراد."
أخرجه ابن عساكر فى "تاريخ دمشق) "جزء النساء المطبوع ص 362) من طريق خيثمة به .
وأخرجه العقيلى فى "الضعفاء (4/ 287) "فى ترجمة (النضر بن عاصم) من طريق حفص بن عمر به، وقال:" لا يتابع عليه ولا يعرف إلا به ."أهـ
والنضر قال الأزدى: متروك) .الميزان: 259 /4).
وحفص قال الحافظ فى "اللسان" :(2/ 329) "لا يعرف."
﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس لیے مذکورہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے۔ ١

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وله طريق آخر:

أخرجه ابن قتيبة فى "غريب الحديث (1/ 449) "والحربى فى "غريب الحديث " (2/ 581)والطبرانى فى "الكبير (8/ 166) "والبيهقى (9/ 258)وابن عساكر فى "التاريخ) "جزء النساء – ص 362) والذهبى فى "الميزان (4/ 259) "من طرق عن بقية بن الوليد قال: ثنا نمير بن يزيد القينى قال: حدثنى أبى أنه سمع أبا أمامة ..فذكره مرفوعا بزيادة:" فقالت: اللهم أعشه بغير رضاع، وتابع بينه بغير شياع."

وسنده ضعيف أيضا: نمير قال الأزدى: ليس بشيء .ووثقه ابن حبان .وقال الحافظ فى "التقريب" :"مجهول ."أهـ وأبوه لم أقف على ترجمته.

وقال الهيثمى " :(4/ 39)وفيه بقية وهو ثقة ولكنه مدلس، ويزيد القينى (فى الأصل: العينى .تحريف) لم أعرفه، وبقية رجاله ثقات ."أهـ

قلت: بقية صرح بالتحديث فأمنا تدليسه(الروض البسام بترتيب وتخريج فوائد تمام، تحت رقم الحديث ٩٥٣، باب: فى أكل الجراد)

١ قال الالبانى:

"إن مريم سألت الله عز وجل أن يطعمها لحما ليس فيه دم، فأطعمها الجراد ."

ضعيف.

رواه العقيلى فى "الضعفاء "(435) وتمام فى "الفوائد "(1/98) والضياء فى " المنتقى من مسموعاته بمرو "(2/89) وابن عساكر (19/ 267 /2) عن حفص بن عمر أبى عمر المازنى :حدثنا النضر بن عاصم أبو عباد الهجيمى عن قتادة عن محمد ابن سيرين عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم :أنه سئل عن الجراد؟ فقال :فذكره .

وقال العقيلى " :النضر بن عاصم لا يتابع عليه، ولا يعرف إلا به ."وقال الأزدى ": متروك الحديث ."قال الذهبى " :وله إسناد آخر ."

قلت :ثم ساقه من طريق أبى الفضل بن عساكر عن أبى عتبة الحمصى حدثنا بقية بن الوليد حدثنا نمير بن يزيد القينى عن أبيه: سمعت أبا أمامة الباهلى يقول :فذكره مرفوعا، وزاد :فقلت :اللهم أعشه بغير رضاع، وتابع بنيه بغير شياع .فقلت (القائل هو الذهبى) : يا أبا الفضل (عنى ابن عساكر شيخه) : ما الشياع؟ قال :الصوت .قال الذهبى " :فهذا الإسناد على ركاكة متنه أنظف من الأول، ويريبنى فيه هذا الدعاء ، فإنها ما كانت لتدعوبأمر واقع، وما زال الجراد بلا رضاع ولا شياع ." !قال الحافظ: " وهذا الإشكال غير مشكل لجواز أن يكون الجراد ما كان موجودا قبل !"

قلت: وحفص بن عمر المازنى فى الطريق الأول لم أعرفه، وفى الطريق الثانى أبو عتبة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ایک دوسری روایت میں حضرت مریم کے بجائے، اللہ کے نبی کا ذکر ہے۔ ۱؎
اور ایک روایت میں حضرت زکریا صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا ''ٹڈی'' کے ہونے کا ذکر ہے۔
تاہم اس طرح کی روایت کی سند کے بعض راویوں پر بھی کلام کی گنجائش ہے۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الحمصی، واسمه أحمد بن الفرج قال الذهبی " :ضعفه محمد بن عوف الطائی، قال ابن عدی :لا یحتج به هو وسط، وقال ابن أبی حاتم :محله الصدق، ونمیر بن یزید القینی قال الذهبی " :قال الأزدی :لیس بشیء ، قلت :تفرد عنه بقیة ."

قلت :فهو مثل النضر بن عاصم، فلا أدری ما وجه قول الذهبی فی السند أنه أنظف من الإسناد الأول !والطریق الثانی أخرجه ابن قتیبة فی "غریب الحدیث "(1/ 103 / 2) من طریق عمرو بن عثمان عن بقیة به .وعمرو هذا صدوق، وقد تابعه عیسی بن المنذر عند الحربی فی "الغریب "(5/ 106 /2 - 1) فقد برئت من الحدیث عهدة أبی عتبة، وانحصرت الشبهة فی بقیة أوفی شیخه نمیر، والله أعلم(سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة، تحت رقم الحدیث ۱۹۹۲)

۱؎ وأخبرنا أبو زكريا وأبو بكر قالا: حدثنا أبو العباس، أخبرنا محمد، أخبرنا ابن وهب، أخبرنی عمرو بن الحارث، أن اللجلاج حدثه، أن واهب بن عبد الله المعافری حدثه، أنه دخل هو وعبد الله بن عمر علی ربیب رسول الله – صلی الله علیه وسلم – فقربت إلیهم جرادا مقلوا بسمن، فقالت: كل یامصری من هذا، لعل الصیر أحب إلیک من هذا .قال: قلت: إنا لنحب الصیر .فقالت: كل یا مصری؛ إن نبیا من الأنبیاء سأل الله لحم طیر لا ذكاة له، فرزقه الله الحیتان والجراد(السنن الكبریٰ للبیهقی، رقم الحدیث ۱۹۰۳۱)

۲؎ أخبرنا أبو القاسم بن السمرقندی وأبو الفوارس عبد الباقی بن محمد بن عبد الباقی بن أبی الغبار قالا أنا أبو الحسین بن النقور أنا عیسی بن علی أنا عبد الله بن محمد نا خالد بن مرادس نا إسماعیل بن عیاش عن سلیمان بن سلیم عن یحیی بن جابر عن یزید بن میسرة قال كان طعام یحیی بن زكریا الجراد وقلوب الشجر وكان یقول من أنعم منک یا یحیی وطعامک الجراد وقلوب الشجر.

أخبرنا أبو غالب بن البنا أنا أبو محمد الجوهری أنا أبو عمر بن حیویة وأبو بكر محمد بن إسماعیل قالا نا یحیی بن محمد بن صاعد أنا الحسین بن الحسن بن حرب أنا عبد الله بن المبارک أنا إسماعیل بن عیاش عن أبی سلمة الحمصی عن یحیی بن جابر عن یزید بن میسرة قال كان طعام یحیی بن زكریا الجراد وقلوب الشجر وكان یقول من أنعم منک یا یحیی طعامک الجراد وقلوب الشجر(تاریخ دمشق،لابن عساكر، ج۶۴،ص۱۹۷و۱۹۸،تحت ترجمة:یحیی بن زكریا بن نشوی ویقال زكریا بن أدن بن مسلم)

www.idaraghufran.org

اور ابوالشیخ اصبہانی نے ’’سعید بن ابی الحسن‘‘ کا یہ قول روایت کیا ہے کہ:

’’جب اللہ عزوجل نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا فرمایا، تو ان کی پیدائش سے کچھ مٹی باقی رہ گئی، پھر حضرت مریم نے یہ دعاء کی کہ ’’اے میرے رب! مجھے ایسا گوشت کھلائیے، جس کے اندر خون نہ ہو‘‘ تو اللہ عزوجل نے اس باقی مٹی سے ’’ٹڈی‘‘ کو پیدا کیا، پس اس وجہ سے کوئی چیز بھی ’’ٹڈی‘‘ سے زیادہ مقدار میں نہیں پائی جاتی‘‘ [1]

لیکن چونکہ مذکورہ روایت، مرفوع حدیث کا درجہ نہیں رکھتی، اس لیے مذکورہ روایت میں ذکر شدہ مضمون کی تصدیق کرنا مشکل ہے۔

جبکہ اس سے پہلی حدیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے۔

تاہم ٹڈی کا حلال و پاک ہونا، چونکہ دوسری معتبر احادیث سے ثابت ہے، اس لیے اگر اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم، یا حضرت زکریا علیہ الصلاۃ والسلام کو ٹڈی کھلائی ہو، اور حضرت مریم نے ٹڈی کے لیے مذکورہ دعاء کی ہو، تو یہ کوئی بعید بھی نہیں، لیکن اس بات پر یقینی عقیدہ رکھنا، خلافِ احتیاط معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

’’ٹڈی‘‘ کے، اللہ کے لشکروں میں سے اکثر ہونے کی حدیث

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرَادِ، فَقَالَ: أَكْثَرُ جُنُوْدِ اللّٰهِ، لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٢١٩)

---

[1] وقال جعفر بن أحمد، حدثنا ابن منيع، حدثنا مروان، عن عيسى البصرى، عن قتادة، عن سعيد بن أبى الحسن قال: " لما خلق الله عز وجل آدم عليه السلام فضلت من خلقه طينة فلما كانت مريم قالت: رب أطعمنى لحما ليس فيه دم فخلق الله عز وجل من تلك الطينة الجراد فمن أجل ذلك ليس شىء أكثر من الجراد "(العظمة لابى الشيخ الاصبهانى، ج۵ ص ۱۷۹۴، ذكر خلق الجراد)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹڈی کے متعلق سوال کیا گیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے لشکروں میں سب سے زیادہ یہی ہے، نہ میں اس کو کھاتا ہوں، اور نہ میں اس کو حرام قرار دیتا ہوں (ابن ماجہ)

مذکورہ حدیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے۔ [1]

اور اگر اس حدیث کو سند کے اعتبار سے معتبر بھی مانا جائے، تب بھی اس سے ٹڈی کا حرام ہونا ثابت نہیں ہوتا، بلکہ حلال ہونا ثابت ہوتا ہے، کیونکہ اس میں حرام نہ قرار دینے کا صاف ذکر ہے، اور کئی دوسری معتبر احادیث وروایات سے بھی ’’ٹڈی‘‘ کا حلال ہونا ثابت ہے۔

---

[1] قال شعیب الارنؤوط:

إسناده ضعيف لضعف أبي العوام -واسمه فائد بن كيسان -وقد تابعه على وصل الحديث محمَّد بن الزبرقان أبو همام الأهوازى عن سليمان التيمى، عن أبي عثمان، وأبو همام، هذا وإن احتج به الشيخان فيه كلام يحطُّه عن رتبة الثقة لا سيما إذا خالف، وقد خالفهما محمَّد بن عبد الله الأنصارى ومعتمر بن سليمان، فروياه عن سليمان التيمى، عن أبي عثمان النهدى مرسلًا، وهما فى الثقة بمكان، ولهذا رجح ابنُ معين فى رواية الدورى عنه 4/268 المُرسلَ، وكذلك رجحه أبو حاتم فيما نقله عنه ابنه فى "العلل 2/ 8"، وإليه مال البيهقى .9/ 257

وأخرجه أبو داود (3814)، وابن قانع فى "معجم الصحابة1/ 285"، والطبرانى فى "الكبير(6149)"، والبيهقى 9/ 257، والمزى فى ترجمة أبي العوام فائد بن كيسان فى "تهذيب الكمال "من طريق أبي العوام، به .قال أبو داود: رواه حماد بن سلمة، عن أبي العوام، عن أبي عثمان، عن النبى – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – لم يذكر سلمان.

وأخرجه أبو داود (3813)، والبزار (2509)، والطبرانى (6129)، والبيهقى 9/ 257، والخطيب فى "تاريخه 14/ 72 "من طريق محمَّد بن الزبرقان أبي همام، عن سليمان بن طَرْخان التيمى، عن أبي عثمان عبد الرحمن بن مُل النهدى، عن سلمان الفارسى.

وخالف محمَّد بن الزبرقان محمدُ بنُ عبد الله الأنصارى عند البيهقى 9/ 257، ومعتمر بن سليمان فيما حكاه أبو داود بإثر الحديث (3813)، فروياه عن سليمان التيمى، عن أبي عثمان النهدى مرسلًا.

وكذلك رواه شعبة بن الحجاج، عمن سمع أبا عثمان النهدى، عن أبي عثمان مرسلًا . أخرجه عنه أبو داود الطيالسى فى "مسنده.(653) "

قلنا: وأبو عثمان النهدى تابعى مخضرم كبير، ومراسيله أقوى من مراسيل مثل إبراهيم النخعى وأمثاله، كحال سعيد بن المسيب، والله تعالى أعلم(حاشية سنن ابنِ ماجه)

www.idaraghufran.org

اور ممکن ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت خود ٹڈی کو، اس وجہ سے نہ کھایا ہو کہ اس وقت آپ کی طبیعت کا اس کو تناول فرمانے کی طرف میلان ورغبت نہ ہو، ورنہ پیچھے بعض معتبر احادیث وروایات سے معلوم ہو چکا کہ مختلف غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ’’ٹڈی‘‘ تناول فرمایا کرتے تھے، اور ان معتبر احادیث میں نبی صلی اللہ علہ وسلم کے ’’ٹڈی‘‘ نہ کھانے یا ٹڈی کو ناپسند فرمانے کا کوئی ذکر نہیں۔ [۱]

’’ٹڈی‘‘ کو مارنے کی ممانعت سے متعلق حدیث

امام طبرانی نے حضرت ابوزہیر نمیری کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ’’ٹڈی‘‘ کو قتل نہ کرو، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا لشکر ہے‘‘ [۲]

بعض حضرات نے اس حدیث کو سند کے لحاظ سے ’’ضعیف‘‘ اور بعض نے ’’صحیح‘‘ قرار دیا ہے۔ [۳]

---

[۱] قوله :(لا آكله) لعدم موافقته الطبع (ولا أحرمه) أى :فمن أكل فله ذلك، وهذا صريح فى أنه حلال إلا أنه لا يوافق كل ذى طبع شريف(حاشية السندى على سنن ابن ماجه،ج۲،ص۲۹۲،باب صيد الحيتان والجراد)

[۲] حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ مَرْثَدٍ الطَّبَرَانِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ، ثنا أَبِي، ح، وَحَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الْمَلِكِ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ زُرْعَةَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي زُهَيْرٍ النُّمَيْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :لَا تَقْتُلُوا الْجَرَادَ فَإِنَّهُ جُنْدُ اللهِ الْأَعْظَمِ(المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۷۵۷)

حدثنا الوليد بن العباس العداس، ثنا أبو صالح الحدانى، ثنا إسماعيل بن عياش، عن ضمضم بن زرعة، عن شريح بن عبيد، عن أبى زهير الأنمارى، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :لا تقتلوا الجراد؛ فإنه جند الله الأعظم.

لا يروى هذا الحديث عن أبى زهير إلا بهذا الإسناد، تفرد به إسماعيل بن عياش(المعجم الأوسط للطبرانى، رقم الحديث ۹۲۷۷)

[۳] قال الهيثمى:

رواه الطبرانى فى الكبير، والأوسط، وفيه محمد ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور امام بیہقی نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرمایا کہ:

''اگر اس کو سند کے اعتبار سے ''صحیح'' قرار دیا جائے، تو اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ جب ''ٹڈی'' فصل وغیرہ کو نقصان نہ پہنچائے، تو اس صورت میں اس کو قتل کرنا منع ہے، لیکن جب وہ نقصان پہنچائے، اور اس کو مارے بغیر اس کے نقصان سے بچنے کا کوئی طریقہ نہ ہو (یا پھر اس کو کھانے کے لیے شکار کیا جائے) تو اس کو قتل کرنا اور مارنا جائز ہے، یا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ اس سے قتل وقتال اور مقابلہ مشکل ہے،

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

بن إسماعيل بن عياش، وهو ضعيف.

(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٦٠٧٣، باب ما جاء فى الجراد)

وقال الالبانى:

"لا تقتلوا الجراد، فإنه جند من جنود الله الأعظم."

أخرجه أبو محمد المخلدى فى "الفوائد" (ق 2/289) وأبو عبد الله بن منده فى "معرفة الصحابة" (37/ 201 /1) عن سعيد بن عمرو الحضرمى، والطبرانى فى "الأوسط" (1/ 128 /2) عن محمد بن إسماعيل بن عياش، وابن منده أيضا (2/ 1/243) عن عبد الوهاب بن الضحاک، ثلاثتهم عن إسماعيل بن عياش عن ضمضم ابن زرعة عن شريح بن عبيد عن أبى زهير النميرى مرفوعا. وقال الطبرانى": لا يروى عن أبى زهير إلا بهذا الإسناد، تفرد به إسماعيل."

قلت: وهو ثقة فى روايته عن الشاميين، وهذه منها، ومن فوقه ثقات أيضا، فالإسناد جيد.

وأما إعلال الهيثمى إياه بقوله فى "مجمع الزوائد" (39/4) ": رواه الطبرانى فى "الكبير" و "الأوسط"، وفيه محمد بن إسماعيل بن عياش، وهو ضعيف.

فهو إعلال قائم على النظر فى إسناد الطبرانى خاصة، وإلا فقد تابعه سعيد بن عمرو الحضرمى كما رأيت، وهو الحمصى، وهو شيخ كما قال أبو حاتم، فالحديث بهذه المتابعة قوى.

وأما متابعة عبد الوهاب بن الضحاک، فإنها مما لا يفرح به لأنه كذاب. وفى قول الطبرانى المتقدم ": تفرد به إسماعيل"، ما يشير إلى أنه لم يتفرد به ابنه عنه. فتأمل.

وإذا عرفت هذا، فإن المناوى لم يحسن صنعا حين نقل قول الهيثمى السابق.

ثم أقره عليه، ولاسيما أن السيوطى قد عزاه إلى البيهقى أيضا فى "الشعب"، وهو - أعنى المناوى - لم يتعرض لبيان ما إذا كان الحديث عنده من طريق محمد بن إسماعيل أم لا؟ (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٣٤٢٨)

www.idaraghufran.org

اس لیے اس کی جدوجہد کرنا بھی فضول ہے‘‘ ؎[1]

ایک اور سند سے بھی اس طرح کی روایت مروی ہے، مگر اس کی سند میں بھی ضعف پایا جاتا ہے۔ ؎[2]

بہرحال ٹڈی کو قتل کرنے اور مارنے کی حدیث کو اولاً تو بعض حضرات نے سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے، دوسرے اس کا مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت اور خواہ مخواہ اس کو قتل کرنے اور مارنے کے درپے نہ ہو جاؤ، البتہ اگر اس سے فصلوں وغیرہ کو نقصان پہنچے، تو پھر اس کو قتل کرنے اور مارنے کی ممانعت نہیں، جیسا کہ آج کل مختلف طرح کے اسپرے وغیرہ کے ذریعے فصل کو نقصان پہنچانے والی ’’ٹڈیوں‘‘ کو مارا جاتا ہے، شرعاً اس میں گناہ نہیں۔

اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ اگر ٹڈی دَل کا کسی کی فصل پر حملہ ہو جائے، اور اس کو مارنے اور بھگانے کی قدرت نہ ہو، تو وہ خواہ مخواہ اس کے قتل کے درپے ہونے کی بے جا کوشش نہ کرے،

؎[1] أخبرنا علی بن أحمد بن عبدان, أنا أحمد بن عبيد, عن أبی زهير النميری, قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :لا تقتلوا الجراد فإنه من جند الله الأعظم .
أخبرنا أبو عبد الله الحافظ, نا أبو العباس هو الأصم, نا سعد بن محمد, قاضی بيروت, نا عبد الوهاب بن نجدة الحفطی فذكره بإسناد مثله .قال الشيخ " :وهذا إن صح فإنما أراد به, والله أعلم إذا لم يتعرض لإفساد المزارع, فإذا تعرض له جاز دفعه بما يقع به الدفع من القتال والقتل, أو أراد به تعذر مقاومته بالقتال والقتل, وقد ورد فی الترغيب فی قتله حديث بإسناد ضعيف(شعب الإيمان،للبيهقی ، رقم الحديث ۹۶۵۴، ورقم الحديث ۹۶۵۵)

؎[2] أخبرنا أبو عبد الله الحافظ, حدثنی عبد الله بن أحمد الشيبانی, نا أبو بكر محمد بن أحمد بن قريش الكاتب, نا أحمد بن حفص, حدثنی عمر بن سعيد بن وردان القشيری, نا الفضيل بن عياض, عن مغيرة, عن إبراهيم, عن عبد الله, قال: وقعت جرادة بين يدی رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا :ألا تقتلها يا رسول الله؟ فقال عليه السلام " :من قتل جرادة فكأنما قتل عذريا ."قال الشيخ أحمد " :فهذا مرسل ضعيف لجهالة بعض رواته, وانقطاع ما بين إبراهيم, وابن مسعود والله أعلم (شعب الإيمان،للبيهقی ، رقم الحديث ۹۶۵۶)

(العذری) يقال هوى عذری عفيف نسبة إلى بنی عذرة لاشتهارهم به(المعجم الوسيط،ج۲،ص۵۹۰)

www.idaraghufran.org

بلکہ صبر وتحمل اور توکل علی اللہ کا مظاہرہ کر کے عظیم اجر وثواب اور نعم البدل حاصل کرے۔

جس کی تفصیل پہلے ذکر کی جا چکی ہے۔

اسی طرح اگر کوئی ٹڈی کو کھانے کے لیے شکار کرے، تو بھی جائز ہے، کیونکہ اس کا کھانا حلال ہے، خواہ کوئی دوا کے طور پر کھائے، یا غذا کے طور پر کھائے۔

جس کا دوسری معتبر ومستند احادیث سے جائز ہونا ثابت ہے۔

’’ٹڈی‘‘ کے سمندر کا شکار ہونے کی حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْجَرَادُ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ (سنن أبی داود، رقم الحدیث ۱۸۵۳)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹڈی، سمندر کے شکار میں سے ہے (ابو داؤد)

مذکور حدیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے۔ [1]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَصَبْنَا صِرْمًا مِنْ جَرَادٍ فَكَانَ رَجُلٌ مِنَّا يَضْرِبُ بِسَوْطِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَقِيلَ لَهُ: هٰذَا لَا يَصْلُحُ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ.

---

[1] قال شعیب الارنؤوط:
إسناده ضعيف، ميمون بن جابان جهله ابن حزم، وقال البيهقي :غير معروف، وقال الأزدي :لا يحتج بحديثه، وذكره العجلي وابن حبان في "الثقات :"حماد :هو ابن زيد الأزدي، وأبو رافع :هو نفيع بن رافع الصائغ.
ومن طريق أبي داود أخرجه البيهقي في "سننه.5/ 207 "
وانظر تالييه(حاشية سنن ابی داؤد)

www.idaraghufran.org

سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ يَقُوْلُ: أَبُو الْمُهَزِّمِ ضَعِيفٌ وَالْحَدِيْثَانِ جَمِيْعًا وَهْمٌ

(سنن أبی داود، رقم الحديث ۱۸۵۴)

ترجمہ: ہم کو ٹڈیوں کا ایک دَل (اور جھنڈ) ملا، تو ایک شخص اپنے کوڑے سے اس کو مارنے لگا جبکہ وہ احرام باندھے ہوئے تھا۔ اس سے کہا گیا کہ ایسا کرنا (احرام کی حالت میں) جائز نہیں ہے، بعد میں اس بات کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ٹڈی'' سمندر کا شکار ہے۔

(مسدد راوی کہتے ہیں کہ) میں نے امام ابوداؤد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ''ابومہزم'' (راوی) ضعیف ہے اور دونوں حدیثیں اس راوی کا وہم ہیں (ابوداؤد)

مذکورہ حدیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے، جیسا کہ اوپر امام ابوداؤد کے کلام سے معلوم ہوا، بلکہ بعض حضرات نے مذکورہ روایت کے راوی ''ابومہزم'' کو متروک قرار دیا ہے، جس کی وجہ سے بعض اہلِ علم حضرات نے مذکورہ حدیث کو سند کے اعتبار سے ''شدید ضعیف'' قرار دیا ہے۔ [1]

اس حدیث کو ابنِ ماجہ نے بھی روایت کیا ہے، مگر اس کی سند کا بھی یہی حال ہے۔ [2]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:

إسناده ضعيف جدا، أبو المهزم -وهو يزيد بن سفيان التميمى- متروك الحديث.
مسدد: هو ابن مسرهد الأسدى، وعبد الوارث: هو ابن سعيد العنبرى.
وأخرجه ابن ماجه (3222)، والترمذى (866) من طريق حماد بن سلمة، عن أبى المهزم، بهذا الإسناد. وقال الترمذى: حديث غريب.
وهو فى "مسند أحمد (8060)."
وانظر ما قبله (حاشية سنن ابى داوٗد)

[2] حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَزِّمِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِي حَجَّةٍ أَوْ عُمْرَةٍ، فَاسْتَقْبَلَنَا رِجْلٌ مِنْ جَرَادٍ، أَوْ ضَرْبٌ مِنْ جَرَادٍ، فَجَعَلْنَا نَضْرِبُهُنَّ بِأَسْوَاطِنَا وَنِعَالِنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "كُلُوهُ، فَإِنَّهُ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۲۲۲)
قال شعيب الارنؤوط:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اورابورافع سے روایت ہے کہ:

عَنْ كَعْبٍ، قَالَ: اَلْجَرَادُ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ (سنن أبی داود، رقم الحديث ١٨٥٥)

ترجمہ: حضرت کعب نے فرمایا کہ’’ٹڈی‘‘ سمندری شکار میں سے ہے (سنن ابی داؤد)

مذکورہ روایت کی سند بھی ضعیف ہے۔ [1]

ٹڈی کے سمندری شکار میں سے ہونے کی مذکورہ روایات، بعض تو سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں، اور بعض شدید ضعیف ہیں، اور اگر بعض کو معتبر مانا جائے، تو یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ جس طرح سمندر کا جانور مچھلی وغیرہ حلال ہے، اسی طرح ٹڈی بھی حلال ہے، اور بعض نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ٹڈی، ابتداء میں مچھلی سے پیدا ہوئی تھی، یا یہ کہ ’’ٹڈی‘‘ دراصل پانی،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إسناده ضعيف جدًا .أبو المُهزم -واسمه يزيد -متروک الحديث.

وأخرجه أبو داود (1854)، والترمذی (866) من طريق أبی المهزم، به .وقال الترمذی :هذا حديث غريب، لا نعرفه إلا من حديث أبی المهزم عن أبی هريرة.

وهو فی "مسند أحمد .(8060) "

وأخرجه أبو داود (1853) من طريق ميمون بن جابان، عن أبی رافع الصائغ، عن أبی هريرة رفعه بلفظ" :الجراد من صيد البحر "وإسناده ضعيف، ميمون بن جابان جهله ابن حزم والبيهقی، وقال الأزدی :لا يحتج بحديثه، وذكره العجلی وابن حبان فی الثقات!

قال الترمذی :وقد رخص قوم من أهل العلم للمحرم أن يصيد الجراد فيأكله، ورأى بعضهم عليه صدقة إذا اصطاده أو أكله (حاشية سنن ابن ماجه)

[1] قال شعيب الارنؤوط:

إسناده ضعيف كما سبق برقم .(1853)حماد :هو ابن سلمة البصری، وأبو رافع :هو نفيع بن رافع الصائغ، وكعب :هو ابن ماتع الحميری.وانظر سابقيه.

تنبيه :هذا الحديث من روايتی ابن الأعرابی وابن داسه كما أشار إليه الحافظ فی نسخته المرموز لها بـ(أ) .وهو عندنا فی (هـ)، وهی برواية ابن داسه (حاشية سنن ابی داؤد)

www.idaraghufran.org

پانی میں پیدا ہوتی ہے، اگرچہ وہ بعد میں زندگی خشکی میں گزارتی ہو، جبکہ بعض حضرات نے ٹڈی کی دو قسمیں قرار دی ہیں، ایک خشکی کی، دوسرے سمندر کی، اور انہوں نے اس قسم کی روایات کے معتبر ہونے کی صورت میں ان کو ’’سمندری ٹڈی‘‘ پر محمول کیا ہے، جو کہ معقول بات ہے، جس کے متعلق مقدمہ میں کچھ کلام گزر چکا ہے۔ [1]

---

[1] أقول لو صح حديث أبي داود، والترمذي المذكور سابقا، كان ينبغي أن يجمع بين الأحاديث بأن الجراد على نوعين :بحري وبري، فيعمل في كل منهما بحكمه(مرقاة المفاتيح، ج۵ص۱۸۵۸ ، كتاب المناسك، باب المحرم يجتنب الصيد)

والحق أنه نوعان بحري وبري فيترتب على كل منهما حكمه(التيسير بشرح الجامع الصغير للمناوي، ج ا ص۴۸۸، حرف الجيم)

وفي التعليق الممجد.قال الدماميني :ذكر بعض الحذاق من المالكية أن الجراد نوعان :بري وبحري، فيترتب على كل حكمه وتتفق الأخبار بذلك.اھ.

وقد ذكر الدميري في حياة الحيوان له الجراد البري والبحري علىٰ خياله وذكر لكل واحد منهما خواصا وافعالا وصورا واشكالا(اعلاء السنن،ج۱۰،ص۴۰۳،باب الجراد من صيد البر الخ)

(عن أبي رافع) الصائغ، اسمه نفيع، (عن أبي هريرة، عن النبي – صلى الله عليه وسلم – قال: الجراد من صيد البحر) أي في حكم صيد البحر، وهو أنه يحل ميتته، قال في الحاشية عن "فتح الودود :"قيل: الجراد يتولد من الحيتان، فيطرحها البحر إلى الساحل، وأنكر كثير ذلك، وقال: هو مستقر في الأرض، ويقوت مما يخرج من الأرض من نباتها، ويحتمل أن يكون معنى كونه من صيد البحر أنه في حكمه، يحل الأكل بلا تزكية، انتهى .(بذل المجهود في حل سنن ابي داوٗد، ج۷ص۲۴۴، كتاب المناسك، باب الجراد للمحرم)

والقول الراجح المعول عليه أن الجراد من صيد البر فيجب الجزاء على المحرم في قتله وهو قول عامة العلماء من الصحابة والتابعين وغيرهم إلا أبا سعيد الخدري وعروة بن الزبير، واختلفت الرواية في ذلك عن كعب، وأما حديث أبي هريرة وأنس فضعيف بالاتفاق لا يصلح للاحتجاج كما سيأتي، وأيضا تدفعه المشاهدة والحس لاستقراره في البر وإرزازه في الأرض وتقوته بما يخرجه الأرض من نباتها وثمراتها .قال النووي :ودعوى أنها بحري لا تقبل بغير دليل وقد دلت الأحاديث الصحيحة والإجماع على أنه مأكول فيجب جزاءه كغيره والله أعلم -انتهى .

والظاهر أنه إنما عده من صيد البحر لأنه يشبه صيد البحر من حيث أنه يحل ميتته ولا يفتقر إلى التذكية يعني أنه جعله من صيد البحر لمشاركته صيد البحر في حكم الأكل منه من غير تذكية على ما ورد به الحديث (أحلت لنا ميتتان) إلخ .وقيل :إن الجراد على نوعين بحري وبري فيعمل في كل منهما بحكمه، ثم إنهم اختلفوا في أصله على أقوال، فقيل :أنه نثرة حوت كما تقدم، وقيل : متولد من روث السمك حكاه العيني، وقيل :أنه يتولد من الحيتان فيطرحها البحر إلى الساحل،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

یہی وجہ ہے کہ اکثر فقہائے کرام کے نزدیک احرام کی حالت میں خشکی میں رہنے والی، یعنی صحرائی ٹڈی کا شکار کرنا، خشکی کے شکار کا حکم رکھتا ہے، اورانہوں نے احرام کی حالت میں صحرائی ٹڈی کے شکار کو جائز قرار نہیں دیا، یعنی انہوں نے احرام وحرم کے مسئلہ میں مذکورہ روایات کے ظاہر پر عمل نہیں کیا، یا تو ان کی سندوں کے ضعیف، یا غیر معتبر ہونے کی وجہ سے، یا کسی اور وجہ سے، جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، اور آگے مسائل واحکام کے ضمن میں بھی آتا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقیل :أول خلقه من نثرة الحوت کما سبق، وقال الباجی :روی عن سعید بن المسیب أن الله تعالی خلق الجراد مما بقی من طینة آدم، ورواه عبد الرزاق (ج :4ص 531) عن معمر عن الزهری عن ابن المسیب قال :لم یخلق الله بعد آدم شیئا إلا الجراد بقی من طینته شیء فخلق منها الجراد، وهذا أیضا لا یعرف إلا بخیر نبی، ولا نعلم فی ذلک خبرا یثبت فلا یصح التعلق بشیء من ذلک - انتهی .وقال الحافظ :اختلف فی أصله فقیل :أنه نثرة حوت فلذلک کان أکله بغیر ذکاة، وهذا ورد فی حدیث ضعیف أخرجه ابن ماجة عن أنس رفعه)إن الجراد نثرة حوت من البحر ومن حدیث أبی هریرة)(خرجنا مع رسول الله -صلی الله علیه وسلم -فی حج أو عمرة فاستقبلنا رجل من جراد فجعلنا نضرب بنعالنا وأسواطنا فقال :کلوه فإنه من صید البحر أخرجه أبو داود والترمذی وابن ماجة وسنده ضعیف، إلی آخر ما نقلنا من کلامه قبل ذلک .هذا والحدیث یدل أیضا علی جواز أکل الجراد مطلقا وقد حکی غیر واحد من أهل العلم الإجماع علی إباحة أکله، لکن فصل ابن العربی فی شرح الترمذی بین جراد الحجاز وجراد الأندلس، فقال فی جراد الأندلس :لا یؤکل لأنه محض، وهذا إن ثبت أنه یضر أکله بأن یکون فیه سمیة تخصه دون غیره من الجراد البلاد تعین استثناؤه، کذا فی الفتح .قال الدمیری :أجمع المسلمون علی إباحة أکله(مرعاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، ج۹،ص ۴۱۴،و ۴۱۵،باب المحرم یجتنب الصید)

[1] (وعن أبی هریرة عن النبی – صلی الله علیه وسلم – قال: " الجراد من صید البحر) : قال العلماء: إنما عده من صید البحر لأنه یشبه صید البحر من حیث میتته، ولما قیل: من أن الجراد یتولد من الحیتان کالدیدان، ولا یجوز للمحرم قتل الجراد، ولزمه بقتله قیمته اهـ .ولا یصح التفریع کما لا یخفی علی الثانی(مرقاة المفاتیح، ج۵ص۱۸۵۷، کتاب المناسک، باب المحرم یجتنب الصید)

(مالک عن زید بن أسلم عن عطاء بن یسار أن کعب الأحبار) ، أی ملجأ العلماء الحمیری التابعی المشهور، (أقبل من الشام فی رکب حتی إذا کانوا ببعض الطریق، وجدوا لحم صید) ، صاده حلال، (فأفتاهم کعب بأکله، قال :فلما قدموا علی عمر بن الخطاب) بالمدینة (ذکروا ذلک له، فقال :من أفتاکم بهذا؟ قالوا :کعب، قال :فإنی قد أمرته علیکم حتی ترجعوا) من نسککم، لعلمه، فتقتدوا فیما عرض لکم، (ثم لما کانوا ببعض طریق مکة مرت بهم رجل) - بکسر الراء ، وسکون

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

''ٹڈیوں'' کی ہلاکت سے متعلق بددعاء کی حدیث

حضرت جابر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَعَا عَلَى الْجَرَادِ، قَالَ: ''اَللّٰهُمَّ أَهْلِكْ كِبَارَهُ وَاقْتُلْ صِغَارَهُ وَأَفْسِدْ بَيْضَهُ وَاقْطَعْ دَابِرَهُ وَخُذْ بِأَفْوَاهِهَا عَنْ مَعَايِشِنَا وَأَرْزَاقِنَا إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ'' فَقَالَ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الجيم -قطيع (من جراد، فأفتاهم كعب أن يأخذوه، فيأكلوه، فلما قدموا على عمر بن الخطاب ذكروا له ذلك فقال :ما حملك على أن تفتيهم بهذا؟) أكل الجراد وهم محرمون، (قال :هو من صيد البحر) ، وقد قال تعالى :(أحل لكم صيد البحر وطعامه متاعا لكم) (المائدة96 :) (سورة المائدة :الآية 96) ، (قال :وما يدريك؟) ; يعلمك، (قال :يا أمير المؤمنين، والذى نفسى بيده إن) - أى ما -(هى إلا نثرة حوت،) قال الهروى، وغيره :أى عطسته.

وفى الصحاح، وغيره :النثرة للبهائم كالعطسة لنا.

(ينثر) - بضم الثاء وكسرها من بابى قتل وضرب، أى يرميه متفرقا، (فى كل عام مرتين) ، وبذلک ورد حديث مرفوع عند ابن ماجه عن أنس " :أن الجراد :نثرة الحوت من البحر "، وفى أبى داود، والترمذى، وابن ماجه، عن أبى هريرة، مرفوعا " :الجراد من صيد البحر "، وفى رواية " :إنما هو من صيد البحر "لكنها أحاديث ضعفها أبو داود، والترمذى، وغيرهما، فلا حجة فيها لمن أجاز للمحرم صيده، ولذا قال الأكثر، كمالک، والشافعى :أنه من صيد البر، فيحرم التعرض له، وفيه قيمته، وقد جاء ما يدل على رجوع كعب عن هذا، فروى الشافعى بسند صحيح، أو حسن، عن عبد الله بن أبى عمار " :أقبلنا مع معاذ بن جبل، وكعب الأحبار فى أناس محرمين من بيت المقدس بعمرة حتى إذا كنا ببعض الطريق، وكعب على نار يصطلى، فمرت به رجل جراد، فأخذ جرادتين فقتلهما، وكان قد نسى إحرامه، ثم ذكره فألقاهما، فلما قدمنا المدينة على عمر، قص عليه كعب قصة الجرادتين، فقال :ما جعلت على نفسک؟ قال :درهمين، قال :بخ درهمان خير من مائة جرادة "نعم، لو عم الجراد المسالک، ولم يجد بدا من وطئه، فلا ضمان وليتحفظ منه.

وقد توقف ابن عبد البر فى أنه من نثرة حوت بأن المشاهدة تدفعه.

وقد روى الساجى عن كعب، قال :خرج أوله من منخر حوت، فأفاد أن أول خلقه من ذلک، لا تعلم صحته، ولم يكذبه عمر، ولا صدقه، لأنه خشى أنه علم ذلک من التوراة، والسنة فيما حدثوا به أن لا يصدقوا، ولا يكذبوا لئلا يكذبوا فى حق جاء وا به، أو يصدقوا فى باطل اختلقه أوائلهم وحرفوه عن مواضعه(شرح الزرقانى على موطأ الإمام مالک، ج٢،ص٤١٨،باب ما يجوز للمحرم أكله من الصيد)

رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَيْفَ تَدْعُوْ عَلٰى جُنْدٍ مِّنْ أَجْنَادِ اللّٰهِ؟ يَقْطَعُ دَابِرَهٗ !قَالَ: إِنَّ الْجَرَادَ نَثْرَةُ الْحُوْتِ فِي الْبَحْرِ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٢٢١)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ٹڈیوں کے لیے بددعاء کرتے، تو اس طرح دعاء فرماتے کہ:

’’اَللّٰهُمَّ أَهْلِكْ كِبَارَهٗ وَاقْتُلْ صِغَارَهٗ وَأَفْسِدْ بَيْضَهٗ وَاقْطَعْ دَابِرَهٗ وَخُذْ بِأَفْوَاهِهَا عَنْ مَعَايِشِنَا وَأَرْزَاقِنَا إِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ‘‘

یعنی ’’اے اللہ! بڑی ٹڈیوں کو ہلاک کر دیجئے اور ان کے انڈے خراب کر دیجئے (کہ مزید پیدا نہ ہوں) اور ان کو جڑ سے ختم کر دیجئے (کہ آگے نسل میں بڑھوتری نہ ہو) اور ان کے منہ ہماری معیشت اور رزق سے روک دیجئے (کہ وہ فصل اور چارہ نہ کھا سکیں) بلاشبہ تُو ہی دعاء کو بہت زیادہ سننے والا ہے‘‘

ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ، اللہ کی مخلوق کو کیسے بددعاء دے رہے ہیں کہ اللہ اس کی نسل ہی ختم کر دے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’ٹڈی‘‘ ’’سمندر میں مچھلی کی چھینک سے پیدا ہوتی ہے (لہٰذا ’’ٹڈی‘‘ کے ہلاک ہونے سے، اس کا توالد وتناسل بالکلیہ منقطع اور ختم نہیں ہوگا، کیونکہ مچھلی کے لیے بددعاء نہیں کی، جس کی چھینک سے یہ پیدا ہوتی ہے) (سنن ابنِ ماجہ)

مگر مذکورہ حدیث کی سند کو بعض اہلِ علم حضرات نے ’’شدید ضعیف‘‘ اور اس کے مضمون کو سخت ’’منکر‘‘ قرار دیا ہے۔ [1]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:

إسناده ضعيف جدًا، ومتنه منكر جدًا، موسى بن محمّد بن إبراهيم التيمى منكر الحديث.

وأخرجه الطبرانى فى "الأوسط "(8539)، والخطيب فى "تاريخ بغداد478 /8 "،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ حدیث کی سند قابلِ اعتبار نہیں ہے۔

اور امام بیہقی نے ''شعبُ الایمان'' میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ٹڈی گری، جس کو آپ نے اٹھالیا، تو اس کے پَر کے اُوپر عبرانی زبان میں یہ لکھا ہوا تھا کہ میرا شوق رکھنے والا مستغنی نہیں ہوگا، اور مجھے کھانے والے کا پیٹ نہیں بھرے گا، ہم اللہ کا بڑا لشکر ہیں، ہمارے ننانوے (99) انڈے ہوتے ہیں، اور اگر ہمارے پورے سو (100) انڈے ہو جائیں، تو ہم دنیا و مافیہا کو چٹ کر جائیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! ٹڈی کو ہلاک فرما دیجیے، اور اور ان کے بچوں کو مار دیجیے، اور ان کے انڈوں کو خراب کر دیجیے، اور ان کے منہ کو مسلمانوں کی فصلوں اور ان کی معیشت سے بند کر دیجیے، بے شک تُو بہت زیادہ دعاء کو قبول کرنے والا ہے۔

پھر آپ کے پاس جبریل علیہ السلام نے آ کر کہا کہ آپ کی دعاء کا کچھ حصہ قبول کر لیا گیا۔

امام بیہقی نے اس حدیث کو نقل کر کے فرمایا کہ اس میں ''محمد بن عثمان قیسی'' مجہول راوی ہے، اور یہ حدیث منکر ہے''۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وابن الجوزى فى "الموضوعات14 /3 "، والمزى فى "تهذيب الكمال "فى ترجمة زياد بن عبد الله بن علاثة من طريق هاشم بن القاسم، بهذا الإسناد .زاد بعضهم بين زياد وموسى :عبدَ الله بن علاثة أبا زياد (حاشية سنن ابن ماجه)

[1] أخبرنا أبو عبد الله الحافظ ,فى التاريخ ,نا أبو بكر محمد بن أحمد بن يحيى ,نا على بن محمد الوراق ,نا أحمد بن الأحجم ,نا محمد بن عثمان القيسى ,نا حفص بن عبد الرحمن ,عن المسعودى ,عن عون بن عبد الله ,عن نافع ,عن ابن عمر ,قال: وَقَعَتْ جَرَادَةٌ بَيْنَ يَدَىْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحْتَمَلَهَا فَإِذَا مَكْتُوبٌ فِي جَنَاحِهَا بِالْعِبْرَانِيَّةِ: لَا يُغْنِى جَنِينِى , وَلَا يَشْبَعُ آكِلِى , نَحْنُ جُنْدُ اللهِ الْأَكْبَرُ , لَنَا تِسْعَةٌ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

نیز مذکورہ حدیث کی سند میں ایک راوی ''احمد بن احجم'' نام کا پایا جاتا ہے، جس کو بعض محدثین نے کذّاب اور جھوٹا قرار دیا ہے۔ ۱

خلاصہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے، ٹڈی کی ہلاکت کی دعاء کرنے سے متعلق روایات، سند کے اعتبار سے معتبر نہیں ہیں، مخدوش ہیں۔

لہٰذا ان پر عقیدہ رکھنا بھی درست نہیں۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَتِسْعُونَ بِيضًا , وَلَوْ تَمَّتْ لَنَا الْمِائَةُ لَأَكَلْنَا الدُّنْيَا بِمَا فِيهَا , فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " اللهُمَّ أَهْلِكِ الْجَرَادَ , اقْتُلْ كِبَارَهَا , وَأَمِتْ صِغَارَهَا , وَأَفْسِدْ بَيْضَهَا , وَسُدَّ أَفْوَاهَهَا عَنْ مَزَارِعِ الْمُسْلِمِينَ , وَعَنْ مَعَايِشِهِمْ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ "فَجَائَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدِ اسْتُجِيبَ لَكَ فِي بَعْضٍ.

قال الشيخ محمد بن عثمان القيسي " :هذا مجهول وهذا حديث منكر, والله أعلم(شعب الإيمان،للبيهقي، رقم الحديث ۹٦٥٧)

۱ قال إبراهيم بن عبد الله بن عبد الرحمن المديهش:

إسناده واهٍ، وآفته: أحمد بن الأحجم، وهو كذاب .إضافة إلى أن شيخ المؤلف: مجهول، وعلى بن محمد، ومحمد بن عثمان: لم أجد لهما ترجمة.

وحفص بن عبد الرحمن لا أدرى أسمع من المسعودى أم لا؟ (الأحاديث المرفوعة والموقوفة فى كتاب حياة الحيوان الكبرى للدّميرى، ص ٤٦٦)

۲ قال الالبانی:

الجراد نثرة حوت فى البحر ."

موضوع.

أخرجه ابن ماجه (292 / 2)من طريق زياد بن عبد الله بن علاثة عن موسى بن محمد ابن إبراهيم عن أبيه عن جابر وأنس:

أن النبى صلى الله عليه وسلم كان إذا دعا على الجراد قال: " اللهم أهلك كباره واقتل صغاره، وأفسد بيضه واقطع دابره، وخذ بأفواهها عن معايشنا وأرزاقنا إنك سميع الدعاء "، فقال رجل: يا رسول الله كيف تدعو على جند من أجناد الله بقطع دابره؟ فقال: " إن الجراد." ..

قلت: وهذا سند ضعيف جدا موسى بن محمد هذا هو التيمى المدنى وهو منكر الحديث كما قال النسائى وغيره وقد ساق له الذهبى من مناكيره هذا الحديث، وأورده ابن الجوزى فى "الموضوعات (3 / 14) "من رواية موسى هذا، ثم قال: لا يصح، موسى متروك وأقره السيوطى فى "اللآلىء (2 / 333) "فلم يتعقبه بشىء إلا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

وہ الگ مسئلہ ہے کہ ٹڈی دَل کے نقصان وضرر سے نجات وحفاظت کی دعاء، یا کوئی دسری جائز تدبیر اختیار کرنا، شرعاً جائز ہے۔

اور ہمارے نزدیک ایسی تدابیر اختیار کرنا، زیادہ مناسب ہے، جن کے ذریعہ ٹڈیوں سے فصل اور کھیتوں کو پہنچنے والے نقصان سے بھی حفاظت ہو جائے، اور ٹڈیوں کی بڑی مقدار، انسانوں کی غذاء، یا جانوروں کے چارے، یا کھاد وغیرہ میں استعمال ہو جائے، اور کاروبارِ زندگی اور معیشت کو بھی ترقی حاصل ہو، جیسا کہ ہم شروع میں مقدمہ کے اندر، اس پر کلام کر چکے ہیں۔

امتِ محمدیہ میں سب سے پہلے ''ٹڈی'' ہلاک ہونے کی حدیث

''ابنِ ابی عاصم'' نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس امت میں سب سے پہلے ''ٹڈی'' کو ہلاک کیا جائے گا''۔ [1]

اور امام بیہقی نے ''شعبُ الایمان '' میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قوله: قلت: أخرجه ابن ماجه، ومع هذا فقد أورده في "الجامع الصغير !"، ثم رأيت ابن قتيبة أخرجه في "غريب الحديث (3 / 114) "من رواية أبي خالد الواسطي عن رجل عن ابن عباس موقوفا عليه، وهذا مع أنه موقوف وهو به أشبه فإن سنده واه جدا، لأن أبا خالد هذا وهو عمرو بن خالد متروك ورماه وكيع بالكذب.

قلت: ويشبه أن يكون هذا الحديث من الإسرائيليات (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۱۱۲)

[1] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَعَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ، قَالَا :ثنا عُبَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْهُذَلِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :أَوَّلُ مَا يَهْلِكُ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْجَرَادُ(الأوائل لابن أبي عاصم، رقم الحديث ۱۱۱)

www.idaraghufran.org

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ’’ٹڈی‘‘ نایاب ہوگئی، جس کی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو شدید فکر لاحق ہوئی، اور آپ نے ایک سوار یمن کی طرف بھیجا، اور ایک دوسرا سوار عراق کی طرف بھیجا، اور ایک تیسرا سوار شام کی طرف بھیجا، تاکہ وہ ’’ٹڈی‘‘ کے متعلق معلومات کریں کہ کیا وہاں کوئی ’’ٹڈی‘‘ دیکھی گئی؟ پھر آپ کے پاس یمن کی طرف سے سوار واپس آیا، اور ایک مٹھی ’’ٹڈی‘‘ کی آپ کے سامنے لاکر رکھ دی، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا، تو ’’اللّٰہ اکبر ‘‘ کہا، اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بلاشبہ اللہ عزوجل نے ہزار طرح کی مخلوق پیدا فرمائی ہے، جس میں سے چھ سو طرح کی مخلوق سمندر میں ہے، اور چار سو طرح کی مخلوق خشکی میں ہے، اور بے شک اس امت میں سب سے پہلے ’’ٹڈی‘‘ ہلاک ہوگی، پس جب ’’ٹڈی‘‘ ہلاک ہوجائے گی، تو ساری امتیں (اور سب مخلوق) لڑیوں کی طرح پے در پے ہلاک ہونا شروع ہوجائیں گی۔ [1]

مذکورہ روایات کی اسناد پر محدثین نے کلام کیا ہے۔

اور اس میں بعض راویوں پر شدید جرح ہونے کی وجہ سے اس کو شدید ضعیف، اور بعض نے موضوع و منگھڑت بھی قرار دیا ہے، اس لیے مذکورہ روایات میں مذکور مضمون پر عقیدہ رکھنے

---

[1] وأخبرنا علی بن أحمد بن عبدان, أنا أحمد بن عبيد الصفار, نا عبد العزيز بن معاوية, نا يحيى بن حماد, نا شيخ, عن عيسى بن شبيب, عن محمد بن المنكدر, عن جابر بن عبد الله, قال: فقد الجراد فى سنة من سنى عمر التى ولى فيها فاهتم بذلك هما شديدا فبعث إلى اليمن راكبا وراكبا إلى العراق, وراكبا إلى الشام, فسأل عن الجراد هل رئى منه شىء ؟ فأتاه الراكب الذى من قبل اليمن بقبضة فنثرها بين يديه, فلما رآها عمر كبر, وقال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول " : إن الله عز وجل خلق ألف أمة ستمائة منها فى البحر, وأربعمائة فى البر, فإن أول هلاك هذه الأمة الجراد, فإذا هلك الجراد تتابعت الأمم كنظام السلك(شعب الإيمان، رقم الحديث ٩٦٥٩)

www.idaraghufran.org

سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ل

ل وقال أبو يعلى: حدثنا ابن المثنى، ثنا عبيد بن واقد، ثنا محمد بن عيسى ابن كيسان، ثنا ابن المنكدر عن جابر رضى الله عنه قال: قل الجراد فى سنة من سنى عمر رضى الله عنه التى ولى فيها فسأل عنه فلم يخبر بشىء فاغتم لذلك، فأرسل راكبا إلى اليمن وراكبا إلى الشام وراكبا إلى العراق فسأل هل روى من الجراد شىء أم لا؟ فأتاه الراكب الذى من قبل اليمن بقبضة من جراد فألقاها بين يديه، فلما رآها كبر ثلاثا ثم قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: "خلق الله عز وجل ألف أمة، منها ستمائة فى البحر وأربعمائة فى البر فأول شىء يهلك من هذه الأمة الجراد، فهذا هلكت تتابعت مثل النظام إذا انقطع سلكه."

تخريجه:

ذكره البوصيرى فى مختصر الإتحاف (2/ 118/ 2)، وقال: "رواه الحارث بن أبى أسامة بسند ضعيف لضعف محمد بن عيسى بن كيسان ورواه أبو يعلى وسيأتى لفظه." ...

قلت: لم أجده فى "بغية الباحث" مع أنه لم يعزه إلى مسند الحارث إلا البوصيرى.

ومدار الحديث على بن عبيد بن واقد القيسى، روى عنه من عدة طرق:

- 1من طريق محمد بن المثنى، عن عبيد بن واقد، عن محمد بن عيسى بن كيسان، عن محمد بن المنكدر، عن جابر رضى الله عنه قال: فذكره بطوله وفيه قصة عمر ثم أورد المرفوع منه.

أخرجه أبو يعلى فى مسنده -كما ذكر المصنف- عن محمد بن المثنى، ولم أجده فى المطبوع منه ولعله فى الرواية المطولة التى لم تطبع.

ومن طريقه أخرجه ابن حبان فى "المجروحين": (2/ 256) "قال: أخبرنا أبو يعلى به مثله، وقد تحرف فيه "القيسى" إلى "العبسى".

وأخرجه ابن أبى عاصم فى "الأوائل" (ص 111: 59)، قال: حدثنا محمد بن المثنى، وعبد الحميد بن دينار به مختصرا بلفظ "أول ما يهلك من هذه الأمة الجراد."

وأخرجه ابن عدى فى "الكامل" (6/ 245)، قال: أخبرنا زكريا الساجى سمعت محمد بن المثنى يحدث به نحوه مختصرا بلفظ "إن الله خلق ألف أمة منها ستمائة فى البحر وأربعمائة فى البر فأول شىء يهلك من هذه الأمة الجراد، فهذا هلكت تتابعت مثل النظام قطع سلكه."

ومن طريقه أخرجه البيهقى فى "شعب الإيمان" (7/ 234)، باب (70) فى الصبر على المصائب، فصل فى محنة الجراد رقم (10135)، قال: وأخبرنا أبو سعد أنا أبو أحمد به مثله مختصرا.

وأخرجه الدولابى فى الكنى (2/ 25)، قال: حدثنا محمد بن المثنى به مثله مختصرا.

- 2من طريق عبيد الله بن يوسف الجبيرى، ويحيى بن حكيم أخرجه أبو الشيخ فى "العظمة" (4/ 1428)، باب (32) صفة من آخر الخلق وسعة الأرض رقم (938)، قال: حدثنا أبو العباس الهروى، حدثنا عبيد الله بن يوسف الجبيرى، ويحيى بن حكيم قالا: حدثنا أبو عباد عبيد بن واقد به نحوه مختصرا.

- 3من طريق محمد بن هشام بن أبى خيرة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اگرچہ بعض اہلِ علم حضرات نے اس حدیث کو سندی کلام کے بغیر نقل کردیا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أخرجه ابن عدى فى "الكامل "(352 /5، 245 /6)، قال :حدثنا حسين بن محمد بن داود مأمون، ثنا محمد بن هشام بن أبى خيره، ثنا عبيد بن واقد به نحوه مطولا .

ومن طريقه أخرجه البيهقى فى "شعب الإيمان "(الموطن السابق10134 :)، قال :أخبرنا أبو سعد الماليني أنا أبو أحمد بن عدى الحافظ به نحوه.

وأخرجه أبو عمرو الدانى فى "السنن الواردة فى الفتن "(527 :985 /5)، قال :حدثنا أحمد بن بدر القاضى، حدثنا الحسين بن محمد، حدثنا محمد بن هشام به نحوه مختصرا.

- 4من طريق عبد الحميد بن بيان السكرى.

أخرجه الخطيب البغدادى فى تاريخه (217 /11)، قال :أخبرنا أبو سعد الحسن بن محمد بن عبد الله ابن حسنويه الكاتب بأصبهان حدثنا أحمد بن جعفر بن أحمد بن سعيد السمسار، حدثنا أبو الحسن عمر بن أحمد بن السنى البغدادى، حدثنا عبد الحميد بن بيان السكرى، حدثنا عبيد بن واقد به نحوه مطولا إلا أنه قال "عن جابر، عن ابن عمر "والذى يظهر أن زيادة "ابن عمر "إنما وقعت خطأ، والدليل على ذلك أن ابن الجوزى أخرجه من طريقه ولم يذكر ابن عمر.

ومن طريقه أخرجه ابن الجوزى فى "الموضوعات "(13 /3) باب الجراد، قال :أنبأنا عبد الرحمن بن محمد، أنبأنا أحمد بن على بن ثابت به مثله.

- 5من طريق محمد بن أبان البلخى، وعبد الله بن عمر.

أخرجه أبو الشيخ فى "العظمة "(1783 /5) باب (51) ذكر خلق الجراد رقم (1285)، قال: أخبرنا إسحاق بن أحمد الفرسى، حدثنا محمد بن أبان البلخى، وعبد الله بن عمر قال :حدثنا عبيد بن واقد، به نحوه مطولا.

الحكم عليه:

حكم ابن حبان على الحديث بالوضع فقال فى المجروحين " :(257 /2)وهذا شىء لا شك أنه موضوع، ليس هذا من كلام رسول الله -صلى الله عليه وسلم" :-وتبعه فى ذلك ابن الجوزى، وتعقبه السيوطى فى "اللآلء المصنوعة "(82 /1)، فقال" :قلت :لم يتهم محمد بن عيسى بكذب، بل وثقه بعضهم فيما نقله الذهبى ."

قلت :قد سبق الجواب على توثيق الذهبى، ومحمد بن عيسى قال فيه البخارى" :منكر الحديث"، وهى من أشد الألفاظ التى يستعملها البخارى -وهو من أعدل النقاد -فيمن لا تحل الرواية عنه، وقد نص كثير من العلماء على نكارة هذا الحديث كابن عدى، ثم إن فيه علة أخرى وهى ضعف عبيد بن واقد .وعليه فالحديث شديد الضعف إن لم يكن موضوعا وأما الاكتفاء بتضعيفه فقط كما ذهب إليه الهيثمى فى المجمع (322 /7) ففيه تساهل لا يخفى، والله أعلم.

(حاشية المطَالبُ العَالِيَةُ بِزَوَائِدِ المَسَانيد الثّمَانِيَةِ،كتاب الصيد،باب الجراد، تحت رقم الحديث ٢٣٧٥،لسعد بن ناصر بن عبد العزيز الشَّثرى)

www.idaraghufran.org

ٹڈی کے ساتھ نجات نہ ہونے کی حدیث

ابنِ شاہین نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلوار کے ساتھ کوئی وباء نہیں ہوتی، اور ٹڈی کے ساتھ نجات نہیں ہوتی''۔ [1]

لیکن اس حدیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے، بعض نے اس حدیث کی سند کو شدید ضعیف بھی قرار دیا ہے۔

چنانچہ علامہ ابنِ کثیر نے اپنی تفسیر میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ''غریب'' قرار دیا ہے۔ [2]

اور ناصر الدین البانی صاحب نے اس حدیث کو ''سلم بن سالم بلخی'' راوی کی وجہ سے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَشْعَثِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ قَيْسٍ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ سَالِمٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ يَعْنِي الْجَوْزَجَانِيَّ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لا وَبَاءَ مَعَ السَّيْفِ وَلا نَجَاءَ مَعَ الْجَرَادِ (فوائد ابن شاهين، رقم الحديث ٢٦)

[2] قال ابن كثير:
وقال أبو بكر بن أبي داود: حدثنا يزيد بن المبارك، حدثنا عبد الرحمن بن قيس، حدثنا سالم بن سالم، حدثنا أبو المغيرة الجوزجاني محمد بن مالك، عن البراء بن عازب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " لا وباء مع السيف، ولا نجاء مع الجراد ."حديث غريب وقال أبو بكر بن أبي داود: حدثنا يزيد بن المبارك، حدثنا عبد الرحمن بن قيس، حدثنا سالم بن سالم، حدثنا أبو المغيرة الجوزجاني محمد بن مالك، عن البراء بن عازب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " لا وباء مع السيف، ولا نجاء مع الجراد ."حديث غريب (تفسير ابن كثير، ج٣، ص ٣٦٤، سورة الاعراف، تحت رقم الآية ١٣٣)

[3] قال الالبانی:
(لا وباء مع السيف، ولا نجاء مع الجراد)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اور علامہ ذہبی نے ’’سلم بن سالم بلخی‘‘ کو ’’مرجئ‘‘ اور ضعیف قرار دیا ہے۔
اور امام احمد سے ان کے حافظہ کا کمزور ہونا مروی ہے۔
اور امام نسائی نے ان کو ضعیف فرمایا ہے۔
اور ابنِ معین نے ’’لیس بشئ‘‘ فرمایا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ضعيف جدا.
رواه ابن شاهين فی "الفوائد "(1 /114) عن سلم بن سالم :حدثنا أبو المغيرة -يعنی: الجوزجانی؛ وهو محمد بن مالک -عن البراء بن عازب رفعه.
قلت :وهذا إسناد ضعيف جدا؛ آفته سلم بن سالم -وهو البلخی الزاهد -؛ وهو متهم، كما سبق بيانه فی الحديث (233).
ومحمد بن مالک صدوق يخطیء ، كما فی "التقريب (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ۱ ۱ ۸ ۴)

[1] قال الذهبی:
سلم بن سالم البلخی أبو محمد:
الزاهد، القدوة، أبو محمد.
حدث ببغداد عن: حميد الطويل، وابن جريج، وعبيد الله بن عمر، وسفيان الثوری.
وعنه: إبراهيم بن موسى الفراء، وأحمد بن منيع، والحسن بن عرفة، وعلی بن محمد الطنافسی، وسعدان بن نصر، وآخرون.
قال أبو مقاتل السمرقندی: سلم البلخی فی زمانه، كعمر بن عبد العزيز فی زمانه .
وقال ابن سعد: كان مطاعا، أمارا بالمعروف، فأقدمه الرشيد، فحبسه، فلما توفی الرشيد، أطلق.
قال: وكان مرجئا، ضعيفا .
قال الخطيب: مذكور بالعبادة، والزهد، مرجء.
وذكر محمد بن إسحاق اللؤلؤی، قال:رأيت سلم بن سالم مكث أربعين سنة لم يرفع رأسه إلى السماء، ولم ير مفطرا، ولم ير له فراش.
وقيل: إن الرشيد سجنه، لأنه قال: لو شئت، لضربت الرشيد بمائة ألف سيف.
وعنه، قال: ما يسرنی أن ألقى الله بعمل من مضى، وأن أقول: الإيمان قول وعمل .
وقال أبو معاوية: دعانی الرشيد لأحدثه، فقلت: سلم هبه لی.
فعرفت منه الغضب، وقال: إنه ليس على رأيک فی الإرجاء.
فكلمته، فخفف عنه من قيوده .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

جس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ حدیث کی سند، ضعف سے خالی نہیں۔

اور اگر اس حدیث کو سند کے اعتبار سے معتبر مانا جائے، تو یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ جب ٹڈی دَل کا لشکر کسی علاقے میں آتا ہے، تو عام طور پر اس کے نقصان سے فصل، کھیت اور چارہ وغیرہ کا محفوظ رہنا مشکل ہوجاتا ہے، جیسا کہ اس کا عام مشاہدہ ہے۔

اس لیے اس کے ذریعہ ہونے والے نقصان پر جزع فزع کرنے کے بجائے، صبر و توکل کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

جس کے نتیجے میں اللہ تبارک وتعالیٰ عظیم اجر وثواب اور نعم البدل عطاء فرماتا ہے۔

تاہم اس کے باوجود، ٹڈی دَل سے پہنچنے والے نقصان سے حفاظت ونجات کی جائز تدابیر اور اسباب کو اختیار کرنا، گناہ ومنع نہیں، جیسا کہ پہلے گزرا۔

ٹڈی کے پَر کے اُوپر کلمۂ توحید لکھا ہوا ہونے کی حدیث

امام بیہقی نے ''شعبُ الایمان'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹڈی کے پَر کے اُوپر یہ لکھا ہوا ہے کہ:

''بے شک میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی معبود نہیں، ٹڈی کا رب ہوں، اور اس کا رازق ہوں، جب میں چاہتا ہوں، تو اس کو کسی قوم کے رزق کے لیے بھیج دیتا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال أحمد بن حنبل: رأيت سلما أتى أبا معاوية، وكان صديقه، وكان عبدا صالحا، لم أكتب عنه، كان لا يحفظ.

وقال النسائي: ضعيف.

وقال ابن معين: ليس بشيء.

توفي سلم: سنة أربع وتسعين ومائة.

وقع لي من عواليه في الثاني من حديث سعدان (سير اعلام النبلاء، ج٩، ص ٣٢١ و ٣٢٢، تحت الترجمة: سلم بن سالم البلخي أبو محمد)

www.idaraghufran.org

ہوں، اور جب چاہتا ہوں، تو کسی قوم کی آزمائش کے لیے بھیج دیتا ہوں''۔ [1]

اس حدیث کو علامہ دمیری نے ''حیاۃ الحیوان'' میں بھی نقل کیا ہے۔

لیکن مذکورہ حدیث کی سند قابلِ اعتبار معلوم نہیں ہوئی۔ [2]

یہ تو مذکورہ حدیث پر سند کے اعتبار سے کلام تھا۔

لیکن فی نفسہ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ ٹڈی کا کھانا حلال ہے، بہت سے لوگ اس کو خود کھاتے، یا اپنے جانوروں کو کھلاتے ہیں، اس کی تجارت کرتے اور دوسرے طریقوں سے استفادہ کرتے ہیں۔

اور اس کے مقابلے میں جن لوگوں کی فصل اور کھیت کو نقصان پہنچے، ان کی آزمائش بھی ہوتی ہے، جس پر صبر و تحمل کرنے والے مومن، کامیاب و بامراد اور خوش نصیب شمار ہوتے ہیں، اگرچہ دنیا کے ظاہر بین لوگ، ان کو ناکام کیوں نہ سمجھیں۔

---

[1] أخبرنا أبو القاسم الحسن بن محمد بن حبيب المفسر, أنا أبو بكر محمد بن عبد الله الحفيد, أنا عبد الله بن أحمد بن عامر الطائى, حدثنى أبى, حدثنى على بن موسى, حدثنى موسى بن جعفر, قال :حدثنى أبى جعفر بن محمد, حدثنى أبى محمد بن على, حدثنى أبي علي بن الحسين, حدثنى أبى الحسين بن على, قال:
كُنَّا عَلَى مَائِدَةٍ أَنَا وَأَخِي مُحَمَّدُ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ , وَبَنُو عَمِّي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَبَّاسِ , وَقُثَمُ , وَالْفَضْلُ عَلَى مَائِدَةٍ نَأْكُلُ فَوَقَعَتْ جَرَادَةٌ عَلَى الْمَائِدَةِ فَأَخَذَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ , فَقَالَ لِلْحُسَيْنِ: يَا سَيِّدِى تَعَلَّمُ مَا مَكْتُوبٌ عَلَى جَنَاحِ الْجَرَادَةِ , قَالَ: سَأَلْتُ أَبِى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ: إِنِّي سَأَلْتُ جَدَّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَقَالَ لِي: " عَلَى جَنَاحِ الْجَرَادَةِ مَكْتُوبٌ: إِنِّي أَنَا اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا , رَبُّ الْجَرَادَةِ وَرَازِقُهَا، إِذَا شِئْتُ بَعَثْتُهَا رِزْقًا لِقَوْمٍ , وَإِنْ شِئْتُ عَلَى قَوْمٍ بَلَاءً.
قال :فقام عبد الله بن عباس فضم الحسين بن على إليه, ثم قال " :واحدة من مكنون العلم ."قال الشيخ رحمه الله " :هذه زيادة ألحقت بالأصل فى شعبان سنة سبع وخمسين وأربعمائة حين وصلت الجراد نيسابور "(شعب الإيمان،للبيهقى، رقم الحديث ٩٦٥٨)

[2] قال إبراهيم بن عبد الله بن عبد الرحمن المديهش:
إسناده واهٍ، آفته عبد الله بن أحمد الطائى، أو والده.
وفى الإسناد علة أخرى، وهى شيخ المؤلف الحسن بن محمد بن حبيب، ضعيف (الأحاديث المرفوعة والموقوفة فى كتاب حياة الحيوان الكبرى للدَّمِيرى، ص ٤٧٦)

www.idaraghufran.org

’’ٹڈی‘‘ وغیرہ کی عمر، تسبیح کے ساتھ وابستہ ہونے کی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

’’تمام چوپاؤں اور حشرات الارض اور جوں، ٹڈی، اور گھوڑے، اور خچر، اور گائے وغیرہ کی عمر، اللہ کی تسبیح کے ساتھ وابستہ ہے، پس جب ان کی تسبیح ختم ہوجاتی ہے، تو اللہ اُن کی روحوں کو قبض فرمالیتا ہے، ان کی روحوں کو قبض کرنے کا ملکُ الموت سے کوئی تعلق نہیں‘‘۔ [1]

لیکن مذکورہ حدیث کی سند بھی نا قابلِ اعتبار ہے۔

متعدد محدثین واہلِ علم حضرات نے مذکورہ حدیث کو موضوع ومنگھڑت قرار دیا ہے۔

---

[1] حدثنا محمد بن أحمد بن أيوب البغدادی، حدثنا أبو يزيد القراطيسی، حدثنا الوليد بن موسى القرشی، حدثنا الأوزاعی، عن يحيى بن أبی كثير، عن الحسن، عن أنس رضی الله تعالى عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: آجال البهائم كلها وخشاش الأرض والقمل والبراغيث والجراد والخيل والبغال والدواب كلها والبقر وغير ذلك آجالها فی التسبيح فإذا انقضى تسبيحها قبض الله تعالى أرواحها وليس إلى ملک الموت منها شیء (العظمة لابی الشيخ الاصبهانی، ج۵ص ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ذكر ساعات الليل والنهار وعبادة الخلائق فی كل ساعة منها)

قال : أخبرنا الحداد ، أخبرنا أبی نصر الفضل بن محمد بن سعيد ، حدثنا أبو محمد بن حبان ، حدثنا محمد بن أحمد بن أيوب البغدادی , حدثنا أبو يزيد القراطيسی , حدثنا الوليد بن موسى القرشی , حدثنا الأوزاعی , عن يحيى بن أبی كثير , عن الحسن , عن أنس ، قال , قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " آجال البهائم كلها وخشاش الأرض والدواب كلها فی التسبيح ، فإذا انقضى تسبيحها قبض الله أرواحها ، وليس إلى ملک الموت من ذلک شیء (الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس مما ليس فی الكتب المشهورة لابنِ حجر، رقم الحديث ۲۳۳)

منها ما حدثناه يوسف بن يزيد قال : حدثنا الوليد بن موسى الدمشقی قال : حدثنا عبد الرحمن بن عمرو الأوزاعی ، عن يحيى بن أبی كثير ، عن الحسن ، عن أنس بن مالک ، عن النبی صلى الله عليه وسلم ، أنه قال : آجال البهائم كلها من القمل والبراغيث والجراد والخيل والبغال كلها ، والبقر وغير ذلک ، آجالها فی التسبيح ، فإذا انقضى تسبيحها قضى الله أرواحها وليس إلى ملک الموت من ذلک شیء (الضعفاء الكبير للعقيلی، رقم الحديث ۲۱۱۸)

اس لیے اس حدیث پر بھی عقیدہ نہیں رکھنا چاہیے۔ [1]

[1] قال السیوطی:
موضوع.
والمتهم به الوليد قال العقيلى أحاديثه بواطيل لا أصل لها وهذا الحديث لا أصل له من حديث الأوزاعى ولا غيره.
قلت الوليد قواه أبو حاتم فقال صدوق الحديث لين حديثه صحيح وقال فى اللسان فى هذا الحديث أنه منكر والله أعلم(اللآلى المصنوعة فى الأحاديث الموضوعة، ج۲ص ۳۴۹،۳۵۰)
وقال ابن الجوزى:
هذا حديث موضوع ، والمتهم به الوليد .قال العقيلى : أحاديثه بواطيل لا أصل لها . وهذا الحديث لا أصل له من حديث الاوزاعى ولا غيره .وقال ابن حبان : الوليد يروى عن الاوزاعى ما ليس من حديثه لا يجوز الاحتجاج به (الموضوعات لابن الجوزى، ج۳ص ۲۲۲،باب آجال البهائم)
وقال محمد طاهر الفتنى:
موضوع، وفى الوجيز فيه الوليد بن مسلم يروى عن الأوزاعى ما ليس من حديثه لأنه كان يدلس التسوية فيسقط شيوخ الأوزاعى الضعفاء وإلا فهو ثقة من رجال الصحيحين(تذكرة الموضوعات ، ص ۲۲۰، باب الموت وفضل ذكره وتردده تعالى فى قبض الروح)
وقال الالبانى:
آجال البهائم كلها من القمل والبراغيث والجراد والخيل والبغال كلها والبقر وغير ذلک، آجالها فى التسبيح، فإذا انقضى تسبيحها قبض الله أرواحها، وليس إلى ملک الموت من ذلک شيء ."
موضوع.
رواه العقيلى فى "الضعفاء "(444) وعنه ابن عساكر (17/ 456 /1) عن الوليد بن موسى الدمشقى قال :حدثنا عبد الرحمن بن عمرو الأوزاعى عن يحيى بن أبى كثير عن الحسن عن أنس مرفوعا، وقال " :الوليد بن موسى
الدمشقى أحاديثه بواطيل لا أصول لها، ليس ممن يقيم الحديث، منها ." :ثم ساق له حديثين هذا أحدهما، وقال " :لا أصل له من حديث الأوزاعى ولا غيره ."وأقره ابن عساكر .وقال الحافظ فى "اللسان " :"وهذا منكر جدا ."وقال الذهبى:
"وله حديث موضوع ."قلت :وأظن أنه عنى هذا، وقد أورده ابن الجوزى فى " الموضوعات "(3/ 222) من طريق العقيلى فأصاب .وجعجع حوله السيوطى فى " اللآلىء "(2/ 421) دون طائل، وإن تبعه ابن عراق (2/ 366) ، فإن العقيلى ومن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ٹڈی اور مچھلی کا ابراہیم علیہ السلام کی چھری سے ذبح ہونا

بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ ٹڈی اور مچھلی، اس لیے حلال ہے کہ جب حضرت ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل صلی اللہ علیہ وسلم کو ذبح کرنا چاہا، اور ان کے گلے پر چھری نہیں چلی، تو انہوں نے چھری کو پھینک مارا، تو یہ چھری خشکی میں ٹڈی کی گردن پر اور پانی میں مچھلی کی گردن پر لگی، بس اسی وقت سے یہ دونوں جانور حلال ہو گئے، اور اسی وجہ سے مچھلی کے گلپھڑوں اور ٹڈی کے گلے میں کٹ کا نشان پایا جاتا ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وافقه، أعلم منه بهذا الفن وأكثر .وقال ابن عراق " :قلت :وقع في "النكت البديعات "أن الوليد الذي في سند هذا الحديث هو الوليد بن مسلم، وتعقبه بأن الوليد بن مسلم من رجال "الصحيحين "، وهو وهم، فإنما هو الوليد بن موسى، وفي ترجمته في " اللسان "أورد الحافظ ابن حجر الحديث،وقال :منكر جدا .والله أعلم (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، رقم الحديث ١٦٩٣)

و قال ايضاً:

(آجال البهائم كلها -من القمل، والبراغيث، والجراد، والخيل، والبغال، والدواب كلها، والبقر، وغير ذلک؛ آجالها في - التسبيح، فإذا انقضى تسبيحها؛ قبض الله أرواحها، وليس إلى ملک الموت من ذلک شيء).

موضوع.

أخرجه العقيلي في "الضعفاء "(4/ 321 - 322) ، ومن طريقه ابن الجوزي في "الموضوعات "(3/222) ، وكذا ابن عساكر (17/910-911) من طريق الوليد بن موسى الدمشقي قال :حدثنا عبد الرحمن بن عمرو الأوزاعي عن يحيى بن أبي كثير عن الحسن عن أنس ...مرفوعا .وقال العقيلي : "الوليد هذا أحاديثه عن الأوزاعي بواطيل لا أصول لها، ليس ممن يقيم الحديث ."

ثم ساق له حديثين هذا أحدهما، وقال عقبه: "لا أصل له من حديث الأوزاعي ولا غيره ."وبهذا أعله ابن الجوزي، وبقول ابن حبان":الوليد يروي عن الأوزاعي ما ليس من حديثه؛ لا يجوز الاحتجاج به ."

وتقدمت ترجمته وما قال فيه أبو حاتم في الحديث الذي قبله، وقول الذهبي المخالف له : "له حديث موضوع "، وأنه يعني هذا فيما أظن، ونحوه قول الحافظ في آخر الترجمة : "وهذا منكر جدا ."(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٦١١٤)

www.idaraghufran.org

لیکن یہ بات قرآن مجید کی کسی آیت، یا کسی مستند حدیث سے ثابت نہیں، اس لیے اس پر عقیدہ رکھنا بھی درست نہیں۔

حضرت ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو حضرت اسماعیل صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلے میں ایک مینڈھے کو ذبح کے لیے بھیجا گیا تھا، جس کو انہوں نے ذبح کر دیا تھا، جیسا کہ قرآن و سنت میں اس کا ذکر ہے، پھر چھری پھینکنے کا کیا مطلب؟

اس کے علاوہ بعض مچھلیاں ایسی بھی ہیں، جن کے گلپھڑے نہ ہونے کی وجہ سے ان کے گلے پر یہ کٹ نہیں ہوتا۔

نیز حنفیہ کے علاوہ دیگر فقہائے کرام کے نزدیک مچھلی کے علاوہ پانی اور سمندر کے دوسرے بہت سے بلکہ اکثر جانور حلال ہیں، پھر ان کے حلال ہونے کی وجہ کیا ہوگی؟ [1]

اگر کہا جائے کہ پھر مچھلی اور ٹڈی کے حلال ہونے کی کیا وجہ ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی بھی چیز کے حلال یا حرام ہونے کی وجہ، اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے، اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جس چیز کے حلال ہونے کا حکم لگا دیا جائے، وہ حلال ہے، اور جس چیز کے حرام ہونے کا حکم لگا دیا جائے، وہ حرام ہے۔

---

[1] ذهب جمهور الفقهاء إلى إباحة صيد جميع حيوانات البحر، سواء كانت سمكا أو غيره .لقول الله تعالى :(أحل لكم صيد البحر وطعامه) أى مصيده ومطعومه .وقول النبى صلى الله عليه وسلم لما سئل عن ماء البحر :هو الطهور ماؤه الحل ميتته.

واستثنى الشافعية والحنابلة :التمساح والضفدع، للنهى عن قتل الضفدع، فقد ثبت أن النبى صلى الله عليه وسلم نهى عن قتله .

وروى عن ابن عمرو أنه قال :لا تقتلوا الضفادع، فإن نقيقها تسبيح . وللاستخباث فى التمساح؛ ولأنه يتقوى بنابه ويأكل الناس.

وزاد الحنابلة :الحية، وصرح الماوردى من الشافعية بتحريمها وغيرها من ذوات السموم البحرية، وقصر الشافعية التحريم على الحية التى تعيش فى البحر والبر، وأما الحية التى لا تعيش إلا فى الماء فحلال.

وذهب الحنفية إلى إباحة السمك من صيد البحر فقط دون غيره من الحيوانات البحرية(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٨،ص ١٦٠، مادة"بحر")

www.idaraghufran.org

یہی تمام حلال اور حرام چیزوں کے حلال اور حرام ہونے کی اصل وجہ ہے، خواہ کوئی دوسری وجہ نہ بھی پائی جائے۔

البتہ اللہ نے کسی چیز کو بلا وجہ حرام قرار نہیں دیا، بلکہ کسی حکمت، مصلحت اور علت سے حرام قرار دیا ہے، جیسا کہ ''خباثت'' کہ اس کی وجہ سے چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے، اور ''خباثت'' مختلف نوعیت کی ہوتی ہے، بعض اوقات کسی کو سمجھ آتی ہے، کسی کو سمجھ نہیں آتی۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ میں ''ٹڈی'' کا ذکر آیا ہے، اور ''ٹڈی'' کے متعلق کئی قسم کی احادیث وروایات وارِد ہوئی ہیں، جن میں سے بعض سند کے اعتبار سے کمزور، اور بعض موضوع ومنگھڑت یا شدید ضعیف بھی ہیں، جن کی اسناد پر بقدرِ ضرورت پیچھے کلام کر دیا گیا ہے۔

تاہم صحیح اور معتبر احادیث وروایات کی رُو سے ''ٹڈی'' حلال اور پاک ہے، اور اس کو ذبح کیے بغیر کھانا جائز ہے۔

اور ''ٹڈی'' کا گوشت خون کے بغیر ہونے کی وجہ سے، دوسرے خون والے گوشت کی اقسام سے الگ اور منفرد حیثیت رکھتا ہے، طبی اعتبار سے بھی ''ٹڈی'' کا گوشت لذیذ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت مفید ومقوی بھی ہے۔

اور ''ٹڈی'' کو جس طرح انسانی غذا کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے، اسی طرح مختلف جانوروں کے چارے اور فصلوں کے کھاد کے طور پر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے، اور اس طرح ٹڈیوں کی تعداد میں کمی لا کر فصل کو نقصان سے بھی بچایا جا سکتا ہے۔

فقہائے کرام نے ''ٹڈی'' کے مختلف مسائل واحکام بیان فرمائے ہیں، جن کا آگے ذکر آتا ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم.

(خاتمہ)

''ٹڈی'' سے متعلق چند شرعی مسائل واحکام

آخر میں ''ٹڈی'' سے متعلق چند شرعی وفقہی مسائل واحکام، ذکر کیے جاتے ہیں۔

زندہ اور مُردہ ''ٹڈی'' کے حلال ہونے کا حکم

علماء وفقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ ٹڈی کا کھانا حلال ہے۔

اور اکثر وجمہور فقہائے کرام کے نزدیک ٹڈی کو ذبح کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔

ٹڈی خود سے مر جائے، یا اس کو کھانے کے لیے مارا جائے، ہر حال میں اس کا کھانا حلال ہوتا ہے۔

البتہ امام مالک کے نزدیک ٹڈی کو ذبح کرنا ضروری ہے، جس کا طریقہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ کا نام لے کر، اور ذبح کی نیت سے اس کا منہ وغیرہ توڑا جائے، یا اس مقصد کے لیے آگ پر پکا کر مارا جائے۔

لیکن احادیث وروایات کی رُو سے اس سلسلے میں جمہور فقہائے کرام کا قول راجح اور مضبوط ہے۔

لہٰذا ٹڈی کے حلال ہونے کے لیے اس کو ذبح کرنے، یا اللہ کا نام لینے وغیرہ، جیسی کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

احادیث وروایات سے بھی ٹڈی کا مطلقاً بغیر کسی شرط وقید کے حلال ہونا ثابت ہے۔ [1]

---

[1] الجراد:

أجمعت الأمة على حل الجراد، وقد ورد في حله الحديث القائل :أحلت لنا ميتتان ودمان، فأما الميتتان :فالجراد والحوت، وأما الدمان :فالطحال والكبد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کتاب الاصل میں فرمایا کہ:

''ٹڈی کا حکم مچھلی کی طرح ہے، جس کو کھانا جائز ہے، خواہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو، یا نہ لیا گیا ہو، اور اگرچہ وہ مردہ حالت میں پائی گئی ہو، اور اگر ٹڈی بارش، یا کسی دوسری وجہ سے فوت ہو جائے، تب بھی اس کا کھانا جائز ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وذهب الجمهور إلى أنه لا حاجة إلى تذكية الجراد .وقال المالكية :لا بد من تذكيته بأن يفعل به ما يعجل موته بتسمية ونية.

ومما ينبغي التنبه له أن الشافعية كرهوا ذبح الجراد وقطعه حيا .وصرحوا بجواز قليه ميتا دون إخراج ما فی جوفه، ولا يتنجس به الدهن.

ويحرم عندهم قليه وشيه حيا على الراجح لما فيهما من التعذيب، وقيل :يحل ذلک فيه كما يحل فی السمک، ولكن هذا القول عندهم ضعيف، لأن حياة الجراد مستقرة ليست كحياة المذبوح، بخلاف السمک الذی خرج من الماء ، فإن حياته كحياة المذبوح .

وخالف الحنابلة فی قليه وشيه حيا، فذهبوا إلى مثل القول الثانی للشافعية، وهو إباحتهما، وإن كان فيهما تعذيب، لأنه تعذيب للحاجة، فإن حياته قد تطول فيشق انتظار موته(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۵، ص ۱۴۲ ،مادة"أطعمة")

وقد أجمع العلماء على جواز أكله بغير تذكية إلا أن المشهور عند المالكية اشتراط تذكيته واختلفوا فی صفتها فقيل بقطع رأسه وقيل إن وقع فی قدر أو نار حل وقال بن وهب أخذه ذكاته ووافق مطرف منهم الجمهور فی أنه لا يفتقر إلى ذكاته لحديث بن عمر أحلت لنا ميتتان ودمان السمک والجراد والكبد والطحال(فتح الباری لابن حجر، ج۹ ص ۶۲۱، كتاب الذبائح والصيد،قوله باب أكل الجراد)

فصل :يباح أكل الجراد بإجماع أهل العلم .وقد قال عبد الله بن أبی أوفی :غزونا مع رسول الله - صلى الله عليه وسلم -سبع غزوات، نأكل الجراد .رواه البخاری، وأبو داود . .ولا فرق بين أن يموت بسبب أو بغير سبب، فی قول عامة أهل العلم؛ منهم الشافعي، وأصحاب الحديث، وأصحاب الرأی وابن المنذر .وعن أحمد، أنه إذا قتله البرد، لم يؤكل .وعنه، لا يؤكل إذا مات بغير سبب .وهو قول مالک .ويروی أيضا عن سعيد بن المسيب .ولنا، عموم قوله -عليه السلام- : أحلت لنا ميتتان ودمان فالميتتان السمک والجراد ."ولم يفصل.

ولأنه تباح ميتته، فلم يعتبر له سبب، كالسمک، ولأنه لو افتقر إلى سبب، لافتقر إلى ذبح وذابح وآلة، كبهيمة الأنعام(المغنی لابن قدامة، ج۹، ص ۳۹۵، كتاب الصيد والذبائح،فصل يباح أكل الجراد)

واختلفوا فی الجراد ;فقال مالک :لا يؤكل من غير ذكاة، وذكاته عنده هو أن يقتل إما بقطع رأسه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پس ''ٹڈی'' کا کھانا کسی حال میں بھی حرام نہیں، جہاں بھی وہ پائی جائے، اور جس طرح بھی اس کو پکڑا جائے، خواہ زندہ حالت میں یا مردہ حالت میں، وہ ہر حال میں حلال اور جائز ہے''۔ [1]

اور اس کی وجہ یہی ہے، جو ذکر کی گئی کہ احادیث وروایات میں ٹڈی کو مطلقاً حلال قرار دیا گیا ہے، اور اس میں کسی قسم کی کوئی قید نہیں لگائی گئی۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أو بغير ذلک.

وقال عامة الفقهاء :يجوز أكل ميتته، وبه قال مطرف .وذكاة ما ليس بذى دم عند مالک كذكاة الجراد.

وسبب اختلافهم فى ميتة الجراد هو :هل يتناوله اسم الميتة أم لا فى قوله تعالى :(حرمت عليكم الميتة) وللخلاف سبب آخر وهو :هل هو نثرة حوت أو حيوان برى(بداية المجتهد ونهاية المقتصد، ج٢،ص٢٠٦،كتاب الذبائح،الباب الأول)

(وأما) الجراد فتحل ميتته سواء مات بسبب أو حتف أنفه ولا يشترط قطع رأسه

*هذا مذهبنا وبه قال أبو حنيفة وأحمد وجماهير العلماء

*قال العبدرى هو قول محمد بن الحكم والأبهرى المالكيين وعامة العلماء وقال مالک لا تحل إلا إذا مات بسبب بأن يقطع بعضه أو يسلق أو يشوى أو يقلى حيا وإن لم يقطف رأسه قال فإن مات حتف أنفه أو فى وعاء لم يؤكل وهذا رواية عن أحمد والصحيح عندنا ما قدمناه دليلنا ما ذكره المصنف(المجموع شرح المهذب، ج٩،ص٧٤، كتاب الأطعمة،باب الصيد والذبائح)

[1] قلت :أرأيت الجراد أهو عندک بمنزلة السمک ومن صاد منه شيئا أكله سمى أو لم يسم؟ قال :نعم، لا بأس بأكل الجراد .قلت :وأينما وجدت الجراد أكلته؟ قال :نعم .قلت :وإن وجدته ميتا على الأرض أكلته؟ قال :نعم .قلت :وإن أصابه مطر فقتله؟ قال :نعم، لا يحرم الجراد على حال من الحال، ولا بأس بأكله أينما وجدته وكيف أخذته ، ولا يضرک ميتا وجدته أم حيا أو ما قتلته، فأينما وجدته فكله(الأَصْلُ،لمحمد بن الحسن،ج٥،ص٣٧١،كتاب الصيد والذبائح،باب صيد السمک وما يحل مما فى البحر وصيد الجراد)

[2] مسألة :(حكم أكل الجراد)

قال أبو جعفر :والجراد ذكى على أى حال وجد.

وذلک لما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال" :أحلت لى ميتتان ودمان :السمک والجراد.

وقد روى عبيدة عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة أنها كانت تأكل الجراد، وتقول " :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأكله."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

خلاصہ یہ کہ جو ٹڈی خود سے مرجائے، یا اس کو کسی طرح سے ماردیا جائے، تو جمہور فقہائے کرام کے راجح قول کے مطابق، اس کو کھانا حلال ہے۔ [1]

اسی وجہ سے اگر کسی جگہ ٹڈی مری ہوئی پائی جائے، تو اس کو کھانا بھی جائز ہے۔ [2]

نیز حنفیہ اور بعض دوسرے فقہائے کرام کے نزدیک ٹڈی کے پیٹ کو صاف کیے بغیر، مکمل حالت میں اس کے تمام اعضاء سمیت کھانا، شرعاً جائز ہے۔ [3]

وہ الگ بات ہے کہ اگر ٹڈیوں کو زہریلے جراثیم کے ذریعہ مارا گیا ہو، اوران کے جسم میں زہر داخل ہوگیا ہو، تو زہر دُور کیے بغیر، ان کو کھانے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

﴿گزشتہ صفحے کابقیہ حاشیہ﴾

وروى سليمان التيمى عن أبى عثمان النهدى عن سلمان قال" :سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الجراد فقال :أكثر جنود الله، لا آكله، ولا أحرِّمه"

وروى فيه أخبار كثيرة كرهنا الإطالة بذكرها، كلها يقتضى إباحة أكل الجراد، ولم يفرق فى شىء منها بين شىء من أحوالها(شرح مختصر الطحاوى،لابى بكر الجصاص الحنفى، ج٧،ص ٢٧٤،كتاب الصيد والذبائح)

[1] الجراد يؤكل مات بعلة أو بغير علة(الفتاوى الهندية،ج٥،ص ٤٢٨،كتاب الصيد ،الباب السادس فى صيد السمك)

وأما الجراد فلقوله -عليه الصلاة والسلام :-أحلت لنا ميتتان ودمان، أما الميتتان :فالسمك والجراد، وأما الدمان :فالكبد والطحال ، وسواء مات حتف أنفه أو أصابته آفة كالمطر ونحوه لإطلاق النص(الاختيار لتعليل المختار، ج٥،ص ١٥ ،كتاب الذبائح،فصل ما يحل وما يحرم أكله من الحيوانات)

[2] الجراد وإن وجد ميتا فلا بأس بأكله؛ لأن موته لا بد أن يكون بسبب، فإنه بحرى الأصل برى المعاش، كما قيل :إن بيض السمك إذا انحصر عنه الماء يصير جرادا، فإذا مات فى البر فقد مات فى غير موضع أصله، وإذا مات فى الماء فقد مات فى غير موضع معاشه، وذلك سبب لموته(المبسوط،لشمس الأئمة السرخسى، ج ١١،ص ٢٢٩،كتاب الصيد،ذكاة السمك والجراد)

[3] فصل :ويباح أكل الجراد بما فيه، وكذلك السمك، يجوز أن يقلى من غير أن يشق بطنه، وقال أصحاب الشافعى فى السمك :لا يجوز؛ لأن رجعيه نجس .ولنا، عموم النص فى إباحته، وما ذكروه غير مسلم.(المغنى لابن قدامة، ج ٩،ص ٣٩٥،كتاب الصيد والذبائح،فصل :ويباح أكل الجراد بما فيه)

زندہ ''ٹڈی'' کے جسم سے الگ شدہ عضو کا حکم

زندہ ٹڈی کا جو عضو، اس کے جسم سے جدا ہو جائے، جمہور کے نزدیک اس کا کھانا حلال ہے۔
اس لیے اگر کسی نے زندہ ''ٹڈیوں'' کا شکار کیا، اور اس میں کسی زندہ ''ٹڈی'' کا کوئی عضو ٹوٹ کر شامل رہ گیا، اور وہ زندہ حالت میں اُڑ گئی، تو اس عضو کا کھانا جائز ہے۔ [1]

''ٹڈی'' کو مارنے اور آگ میں جلانے کا حکم

ٹڈی کو کھانے یا ضرر سے بچنے کے لیے قتل کرنا اور مارنا جائز ہے۔
اور حنفیہ کے نزدیک بلا ضرورت اس کو آگ میں جلانا مکروہ ہے۔
لیکن بعض دوسرے فقہائے کرام کے نزدیک زندہ ''ٹڈی'' کو کھانے کے لیے آگ پر پکانا، بلا کراہت جائز ہے۔ [2]

---

[1] العضو المبان من حيوان حي:
يعتبر كمية هذا الحيوان في حل الأكل وحرمته، فالمبان من السمك الحي أو الجراد الحي يؤكل عند الجمهور، لأن ميتتهما تؤكل.
والمالكية يقولون في الجراد :إن كانت الإبانة خالية عن نية التذكية، أو خالية عن التسمية عمدا لم يؤكل المبان، وإن كانت مصحوبة بالنية والتسمية أكل المبان إن كان هو الرأس، ولا يؤكل إن كان جناحا أو يدا أو نحوهما.
والمبان من سائر الحيوانات البرية ذات الدم السائل لا يؤكل، سواء أكان أصله مأكولا كالأنعام، أم غير مأكول كالخنزير، فإن ميتة كل منهما لا تؤكل بلا خلاف فكذلك ما أبين منه حيا، فقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ما قطع من البهيمة وهي حية فهو ميتة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۵،ص ۱۵۱ ،مادة"أطعمة")

[2] ولا بأس بقتل الجراد لأنه صيد يحل قتله لأجل الأكل فلدفع الضرر أولى كذا في فتاوى قاضي خان.
ويكره حرقها كذا في السراجية(الفتاوى الهندية،ج۵،ص ۳۶۱،كتاب الكراهية ،الباب الحادي والعشرون فيما يسع من جراحات بني آدم والحيوانات)
إحراق السمك والعظم وغيرهما:ذهب المالكية إلى جواز إلقاء السمك في النار حيا لشيه .كما أباحوا إحراق العظم وغيره للانتفاع به. ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

''ٹڈی'' کی خرید و فروخت کا حکم

''ٹڈی'' کا کھانا، اور اس کا شکار کرنا، چونکہ حلال ہے، اس لیے جمہور فقہائے کرام کے نزدیک، زندہ، یا مُردہ ''ٹڈی'' کی خرید و فروخت بھی جائز ہے۔

اور زندہ، یا مُردہ ''ٹڈی'' کا جس طرح مسلمان سے خریدنا جائز ہے، اسی طرح غیر مسلم سے خریدنا بھی جائز ہے، جیسا کہ مچھلی کا بھی یہی حکم ہے۔

اور جو شخص کسی جگہ سے ٹڈی کو زندہ یا مردہ حالت میں پکڑ کر یا اٹھا کر تحویل میں لے لے، وہ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ووافقهم الشافعية على الراجح فى إحراق العظم .وكره الإمام أحمد شى السمك الحى ولكن لا يكره أكله.

ونص الحنابلة على أنه لا يكره شى الجراد حيا، لما أثر من فعل الصحابة ذلك أمام عمر رضى الله عنه من غير نكير(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢،ص ١٢٤،مادة"إحراق")

إلقاء السمك الحى فى النار ليصير مشويا فإن المالكية ذهبوا :إلى جوازه، وذهب أحمد بن حنبل: إلى أن هذا العمل مكروه، ومع هذا فقد رأى جواز أكله، وهذا بخلاف شى الجراد حيا، فإنه يجيزه من غير كراهة، لما أثر أن الصحابة فعلوا ذلك، من غير نكير(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٢،ص٢٤٧،مادة"تعذيب")

وفى كتاب مطلوب المؤمنين من كتب أئمتنا الحنفية للشيخ بدر الدين بن تاج بن عبد الرحيم اللاهورى من فصل فى إحراق وقتل الحيوانات اختلف الناس فى قتل الجراد قال بعضهم لا يجوز قتله ، وقال أهل الفقه كلهم لا بأس بقتله من كره قتله قال لأنه خلق من خلق الله يأكل من رزق الله تعالى ولا يجرى عليه القلم وأما من قال لا بأس به فلأن فى تركه إفساد الأموال وقد رخص النبى صلى الله عليه وسلم قتل المسلم إذا أراد أخذ ماله فالجراد إذا أراد إفساد ماله فهو أولى أن يجوز قتله ألا ترى أنهم اتفقوا أنه يجوز قتل الحية ، والعقرب لأنهما يؤذيان الإنسان وكذلك الجراد كذا فى بستان أبى الليث .ا هـ.

فصريح عبارة هذين الإمامين أنه إذا تعين إحراقه طريقا لدفعه جاز إحراقه عند السادة الشافعية رضى الله تعالى عنهم ، وفى هذه السنة أعنى سنة تسع وخمسين ومائة وألف جاء من الجراد شىء كثير بدمشق وقد قتل أهل دمشق شيئا كثيرا منه فى السنة المذكورة اللهم :اقتل كبارها وأمت صغارها وأفسد بيضها وادفع شرها عن أرزاق المسلمين بجاه النبى الأمين وآله وصحبه أجمعين وقد رأيت مؤلفا حسنا فى الجراد للشيخ محمد الحنبلى الرجحى الدمشقى الشيبانى أتى فيه بالفوائد الحسان عليه من الله تعالى الرحمة والرضوان ، سماه "الإرشاد فى الجراد(تنقيح الفتاوى الحامدية، ج٢،ص٣٢٧،مسائل وفوائد شتى من الحظر والإباحة وغير ذلك)

www.idaraghufran.org

اس کا مالک ہوجاتا ہے، اور اس کا خود کھانا، دوسرے کو کھلانا، اور فروخت کرنا سب جائز ہوجاتا ہے۔

البتہ دوسرے کے مملوکہ کھیت سے اس کی اجازت کے بغیر ٹڈی کا شکار کرنا، مناسب نہیں۔[1]

’’ٹڈی‘‘ کے پانی وغیرہ میں گر جانے یا مر جانے کا حکم

اگر ’’ٹڈی‘‘ کسی، پانی، یا کھانے پینے کی چیز میں گر جائے، یا مَر جائے، تو اس کی وجہ سے وہ پانی یا کھانا، ناپاک نہیں ہوتا۔

---

[1] باب صيد السمک وما يحل مما فى البحر وصيد الجراد.
قلت :أرأيت السمک يصيده المجوسى فيسمى أو لا يسمى هل يؤكل؟ قال :نعم، لا بأس به قلت :ولم؟ قال :لأن السمک ذكاته أخذه، والمجوسى وغيره فى ذلک سواء ؛ لأن السمک لا يذكى(الأَصْلُ،لمحمد بن الحسن الشيبانى،ج۵،ص۳۶۹، باب صيد السمک وما يحل مما فى البحر وصيد الجراد)

مسألة؛ قال :(ولا يؤكل صيد المجوسى وذبيحته، إلا ما كان من حوت فإنه لا ذكاة له) أجمع أهل العلم على تحريم صيد المجوسى وذبيحته، إلا ما لا ذكاة له، كالسمک والجراد، فإنهم أجمعوا على إباحته، غير أن مالكا، والليث، وأبا ثور، شذوا عن الجماعة، وأفرطوا؛ فأما مالک والليث فقالا :لا نرى أن يؤكل الجراد إذا صاده المجوسى .ورخصا فى السمک وأبو ثور أباح صيده وذبيحته؛ لقول النبى -صلى الله عليه وسلم :-سنوا بهم سنة أهل الكتاب .ولأنهم يقرون بالجزية، فيباح صيدهم وذبائحهم، كاليهود والنصارى .واحتج برواية عن سعيد بن المسيب .وهذا قول يخالف الإجماع، فلا عبرة به.قال إبراهيم الحربى :خرق أبو ثور الإجماع(المغنى لابن قدامة، ج۹،ص۳۹۲، كتاب الصيد والذبائح،مسألة لا يؤكل صيد المجوسى وذبيحته)

(فرع)قد ذكرنا أن الجراد حلال سواء مات باصطياد مسلم أو مجوسى أو مات حتف أنفه وبهذا قال أبو حنيفة وأحمد ومحمد بن عبد الحكم والأبهرى المالكيان وجماهير العلماء من السلف والخلف (قال) العبدرى وقال مالک لا يحل إلا إذا مات بسبب بأن يقطع منه شيء أو يصلق أو يقلى حيا أو يشوى وإن لم يقطف رأسه قال فإن مات حتف أنفه أو فى وعاء لم يؤكل وعن أحمد رواية ضفيفة كمذهب مالک(المجموع شرح المهذب، ج۹،ص۲۳، كتاب الأطعمة)

(فرع)ذكرنا أن مذهبنا إباحة ما صاده المجوسى من السمک ومات فى يده وهكذا الجراد (فأما) السمک فمجمع عليه (وأما) الجراد فوافقنا عليه الأوزاعى وأبو حنيفة وأحمد واسحق وجمهور العلماء قال الليث ومالک لا يؤكل ما صاده من الجراد بخلاف السمک وفرقهما ضعيف دليلنا حديث .أحلت لنا ميتتان (المجموع شرح المهذب، ج۹،ص۷۳، كتاب الأطعمة،باب الصيد والذبائح)

www.idaraghufran.org

کیونکہ ''ٹڈی'' خون کے بغیر اور شرعی اعتبار سے پاک اور حلال جانور ہے۔ [1]

زندہ ''ٹڈی'' کو کھانے کا حکم

''ٹڈی'' کو مارے بغیر، زندہ حالت میں کھانا اور نگلنا مکروہ ہے۔
لیکن ایسا کرنے والا فی نفسہٖ حلال اور پاک چیز کھانے والا ہی شمار ہوتا ہے۔ [2]

احرام کی حالت میں ''ٹڈی'' کے شکار کا حکم

اگر کوئی احرام کی حالت میں خشکی کی ٹڈی کا شکار کرے، تو جمہور علماء وفقہاء کے نزدیک اس پر اس کی جزاء وبدلہ واجب ہے۔ [3]
پھر بعض فقہاء کے نزدیک احرام کی حالت میں ایک ٹڈی کا شکار کرنے پر ایک کھجور کے بقدر صدقہ واجب ہے۔
اور بعض کے نزدیک ایک مٹھی کے بقدر کھانے کا صدقہ واجب ہے۔
اور بعض کے نزدیک ایک درہم کے بقدر صدقہ واجب ہے۔ [4]

---

[1] ذهب الفقهاء إلى أن المسك طاهر حلال، يجوز أكله والانتفاع به بكل حال فى الأطعمة والأدوية، سواء أكان لضرورة أم لا، لأنه وإن كان دما فقد تغير، واستحال أصله إلى صلاح، فيصير طاهرا، ولما ورد عن النبى صلى الله عليه وسلم: أن المسك أطيب الطيب .
قال ابن عابدين: حكى النووى إجماع المسلمين على طهارته وجواز بيعه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣٧ص ٢٨٨، مادة "مسك")

[2] وإن بلع إنسان شيئا منه حيا كره؛ لأن فيه تعذيبا له (المغنى لابن قدامة، ج٩، ص ٣٩٥، كتاب الصيد والذبائح، فصل :ويباح أكل الجراد بما فيه)

[3] أخرجه أبو داود والترمذى وبن ماجه وسنده ضعيف ولو صح لكان فيه حجة لمن قال لا جزاء فيه إذا قتله المحرم وجمهور العلماء على خلافه قال بن المنذر لم يقل لا جزاء فيه غير أبى سعيد الخدرى وعروة بن الزبير واختلف عن كعب الأحبار وإذا ثبت فيه الجزاء دل على أنه برى (فتح البارى لابنِ حجر، ج٩ ص ٦٢١، كتاب الذبائح والصيد، قوله باب أكل الجراد)

[4] وللعلماء فيه ثلاثة أقوال: الأول: أنه من صيد البحر، هو قول كعب الأحبار، وقد روى مالك

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور جن احادیث وروایات میں ''ٹڈی'' کو سمندری شکار بتلایا گیا ہے، ان پر کلام پہلے گزر چکا ہے۔

فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ .

محمد رضوان خان

09/ذوالقعدۃ/1441ھ 01/جولائی/2020 بروز بدھ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی (الموطأ) عن زید بن أسلم (عن عطاء بن یسار: أن کعب الأحبار أمرہ عمر بن الخطاب، رضی اللہ تعالی عنہ، علی رکب محرمین، فمضوا حتی إذا کانوا ببعض طریق مکۃ مر رجل من جراد، فأفتاہم کعب أن یأخذوہ فیأکلوہ، فلما قدموا علی عمر، رضی اللہ تعالی عنہ، ذکروا لہ ذلک، فقال لہ: ما حملک علی أن أفتیتہم بہذا؟ قال: ہو من صید البحر .قال: وما یدریک؟ .قال: یا أمیر المؤمنین }والذی نفسی بیدہ إن ہو إلا نثرۃ حوت نثرہ فی کل عام مرتین) .واختلف فی قولہ: (نثرۃ حوت) ، فقیل: عطستہ، وقیل: ہو من تحریک النثرۃ، وہو طرف الأنف، قال شیخنا زین الدین: فعلی ہذا یکون بالمثلثۃ، وہو المشہور، وعلیہ اقتصر صاحب (المشارق) وغیرہ، وأنہ من الرمی بعنف من قولہم فی الاستنجاء: ینثر ذکرہ إذا استبرأ من البول بشدۃ وعنف، وأن الجراد یطرحہ من أنفہ أو من دبرہ بعنف وشدۃ، وقیل متولد من روث السمک.

القول الثانی: أنہ من صید البر یجب الجزاء بقتلہ، وہو قول عمر وابن عباس وعطاء بن أبی رباح، وبہ قال أبو حنیفۃ ومالک والشافعی فی قولہ الصحیح المشہور.

القول الثالث: أنہ من صید البر والبحر، رواہ سعید بن منصور فی (سننہ) عن ہشیم عن منصور عن الحسن.

واختلف القائلون بأن الجراد من صید البر وفیہ الجزاء فی مقدار الجزاء علی أقوال:

أحدہا: فی کل جرادۃ تمرۃ، وہو قول عمرو وابن عمر رواہ سعید بن المنصور فی (سننہ) بسندہ إلیہما، وبہ قال أبو حنیفۃ واختارہ ابن العربی.

الثانی: أن فی الجرادۃ الواحدۃ قبضۃ من طعام، وہو قول ابن عباس: رواہ سعید بن منصور بسندہ إلیہ، وبہ قال مالک.

الثالث: أن فی الواحدۃ درہما .وہو قول کعب الأحبار (عمدۃ القاری للعینی، کتاب جزاء الصید، باب قول اللہ تعالی: لا تقتلوا الصید وأنتم حرم)

www.idaraghufran.org